بعون صانع مکین و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان
منتخب کلیات ظفر
در مطبع نامی منشی نولکشور بطبع رنگین مقبول جہان شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف جلد اول

مقدور کس کو حمد خدای جلیل کا — اسجا پہ بے زبان ہے دہن قال و قیل کا
پانی مین اوسنے راہبری کی کلیم کی — آتش مین وہ ہوا چمن آ خلیل کا
اوسکی مدد سے فوج ابابیل نے کیا — لشکر تباہ کعبے پہ اصحاب فیل کا
پیدا کیا وہ اوسنے بشر عوج بن عنق — پل جسکی ساق پا سے بنا رود نیل کا
پھرتا ہے اوسکے حکم سے گردون یہ ایدن — چلتا ہے یہان عمل کوئی جبر ثقیل کا
بلوایا اپنے دوست کو اوسنے وہان جہان — مقدور پر زدن نہ ہوا جبرئیل کا

کیا پا سکے کنہ ذات کو اوسکی کوئی ظفر
وان عقل کا نہ دخل نہ ہرگز دلیل کا ✣

تڑپے گا ہی دل کہ مری پاس وہ یار آوے گا — خاک رہ اوسکی نہ ہونگا وہ سوار آوے گا
اسلیے صید گہ عشق مین ہم صید بنے — کہ کبھی صید فگن بہر شکار آوے گا

سنکر احوال جگر سوز غریب عاشق کا
ہائے افسوس تجھے غم نہوا پر نہوا

کشتۂ ناز کے افسوس جنازے پہ ذرا
چشم پر آب تو اک دم نہوا پر نہوا

چارہ گر کی نہین تقصیر مبت کی پر
کارگر زخم پہ مرہم نہوا پر نہوا

شکے نالون کو مرے ہو گئی تحیر یاں کی
ہمر مژگان بھی ترانم نہوا پر نہوا

مثل نے آگیا دمناک مین اپنا لیکن
یار اپنا کبھی ہمدم نہوا پر نہوا

میری جانب سے پڑی سخت گرہ دل مین ترے
سست پیمان ترا محکم نہوا پر نہوا

ہون وہ آزاد کہ جون سرو کسی خاطر
قد تعظیم مرا خم نہوا پر نہوا

رات ہمسایون نے اٹھ اٹھ کے دعائین مانگین
شور و نالہ مرا مدہم نہوا پر نہوا

ہند کی صانع قدرت نی وسے تیرا سا
کسی مخلوق پہ عالم نہوا پر نہوا

کھلکھلا کے ہنسے گلشن مین ہزارون غنچے
دل ہمارا خوش و خرم نہوا پر نہوا

ای ظفر دیکھیے عقبے مین ہو کیا حال اپنا
چین دنیا مین تو اک دم نہوا پر نہوا

آیا نہ اگر نامہ و پیغام کسیکا
آخر ہے کوئی روز مین یہان کام کسیکا

دین جان تو ہم غیر کو دو لب ستم ہے
لیجائے کوئی اور رہوا نام کسیکا

اوس چشم کی گردش سے ہو دل کیونکہ نہ برباد
گھر چھوڑے ہے کب گردش ایام کسیکا

وہ کرتے ہین آرام سدا غیر کے گھر مین
کیا کام او نہین جانئے ہو آرام کسیکا

شب ہالۂ مہ رشک سے گردون پہ نہ نکلا
چھلا جو ترا دیکھا لب بام کسیکا

صورت ہے بتون کی عجب اللہ کی قدرت
ہر جلوے مین اک اور ہی جلوہ نظر آیا

گر فکر مین ہو راہ کے توشہ کا کرو فکر
اے غافلو نزدیک ہے روز سفر آیا

باندھی تری ہاتھون مین جو کل غیر نے مہندی
آنکھون مین مری دیکھ کے لوہو اوتر آیا

لوٹیگا پڑا خاک کی بستر پہ وہ تا حشر
آرام کی گھڑی کو جو ہستی مین ادھر آیا

کیا حرف زبان پر ترے آیا تھا کہ ای شمع
گلگیر ترے سر پہ جو منہ کھولکر آیا

کیا جانیے تھی قیس پہ کیا وحشت جنون مین
جو خاک بسر آج بگولا نظر آیا

اک ہم ہی نہین بے خبر آئے ہین جہان مین
جو آیا جہان مین ہے سو وہ بے خبر آیا

مین شرم سے عصیان کی ہوا سر بگریبان
جس وقت خیال آہ اودھر کا ظفر آیا

اوس در پہ جو سر مار کے روتا کوئی ہوتا
تو بستر راحت پہ نسوتا کوئی ہوتا

کس کا فلک دل و ہفتم کہ مرا اشک
اک آنکھ جھپکتے مین ڈبوتا کوئی ہوتا

کھیل ہی تھا نادان کہ تری زلف سی الجھا
یون اپنے لیے خار نبوتا کوئی ہوتا

بلبل بھی تھی جان باختہ پروانہ بھی جانباز
پر میری طرح جان نکھوتا کوئی ہوتا

لالے کے بھی کام آتا صبا گریہ شبنم
گر داغ جگر اشک سے دھوتا کوئی ہوتا

ہم بھی گل لخت جگر اپنے اوسے دیتے
یہ پھول جو بالو مین پروتا کوئی ہوتا

تنہائی مین اتنا تو نہ گھبراتا ظفر مین
دل گرچہ مرے پاس نہوتا کوئی ہوتا

اوس پکی باتین لیلی پر جو دیکھا مین نے حال — وہ مرے تعویذ ہو دل کا اک نقطا ہوا

توہی اے دل ناتوان دیکھ آہ کو مت چھوڑیو — یہ عصا تیرے لیے ہنگام پیری کا ہوا

اُف رے کشتے کا سوز دل کہ ظالم سنگ بھی — گور پر اوس کے رہا محشر تلک جلتا ہوا

اے ظفر انجم نہین ہین میری تیر آہ سے
ہے مشبک سر پہ گنبد مینا ہوا

وہ بے حجاب جو کل ہیکے یہان نظر آیا — اگرچہ مست تھا مین پر مجھے حجاب آیا

ادھر خیال مرے دل مین زلف کا گذرا — اودھر وہ کھاتا ہوا دل مین پیچ و تاب آیا

خیال کسکا سمایا ہے دیدہ و دل مین — نہ دنکو چین مجھے اور نہ شب کو خواب آیا

تمھاری نقش کف پا کے بوسہ لینے کو — زمین پہ سایے کے مانند آفتاب آیا

وہ رخ صفا ترا آئینہ روبرو جس کے — جب آیا شرم سے یہان ہو کے غرق آب آیا

جب آیا طرہ مشکین کا تیری دل مین خیال — زبان پہ میری وہین نافہ مشک ناب آیا

ترا سخن ہے ظفر وہ کہ سامنے تیرے
ہوئی خموش سخنور نہ کچھ جواب آیا

چشم مین دنیا کو دیکھ اوس بت گمراہ کا — مست آ ہو منہ مین کیا پتا لیے ہے کاہ کا

کون ہے مینکش کی جو حیرت سے فرشتون مین ہے دھوم — دیکھکر مینا فلک کا اور ساغر ماہ کا

خال کا کاجل سے سمجھو اوس نکھڑان کے قریب — آگیا ہے ہاتھ زنگی کے کنارہ چاہ کا

کہکشان کا خط نہین یہ صاف آتا ہے نظر — عکس قاتوس فلک مین میری شمع آہ کا

اوسکی باہین لیلی پر جو دیکھا ہین نے حال — وہ مرے تعویذ ہے ہولِ دل کا اک نقطا ہوا

تو ہی اے دلِ ناتوان دیکھ آہ کو مت چھوڑ یو — یہ عصا تیرے لیے ہنگام پیری کا ہوا

اُف رے ترے کشتے کا سوزِ دل کہ ظالم سنگ بھی — گو ہی اوس کے رہا محشر تلک جلتا ہوا

اے ظفر انجم نہین ہین میری تیر آہ سے — ہے مشبک سر بسر یہ گنبدِ مینا ہوا

وہ بی حجاب جو کل ہیکے یہان نشہ آیا — اگرچہ مست تھا مین پر مجھے حجاب آیا

ادھر خیال مرے دل مین زلف کا گذرا — اودھر وہ کھاتا ہوا دل مین پیچ و تاب آیا

خیال کسکا سمایا ہے دیدہ و دل مین — نہ دنکو چین مجھے اور نہ شب کو خواب آیا

تمھاری نقش کفِ پا کے بوسہ لینے کو — زمین پہ سایہ کے مانند آفتاب آیا

وہ رخ صفا ترا آئینہ روبرو جس کے — جب آیا شرم سے یہان ہو کے غرق آب آیا

جب آیا طرۂ مشکین کا تیری دل مین خیال — زبان پہ میری وہین ذکر مشک ناب آیا

ترا سخن ہے ظفر وہ کہ سامنے تیرے — ہوئی خموش سخنور نہ کچھ جواب آیا

چشم مین دنبالہ دیکھ اوس بتِ گمراہ کا — مست آ ہو منہ مین کیا پتا لیے ہے کاہ کا

کون ہے سیکش کی چوٹ ہے جو قشقہ مین ہے دھوم — دیکھکر مینا فلک کا اور ساغر ماہ کا

خال کا کاجل سمجھ اوس نخدان کے قریب — آگیا ہے ہاتھ زنگی کے کنارہ چاہ کا

کہکشان کا خط نہین یہ صاف آتا ہی نظر — عکس قا قوسِ فلک مین میری شمع آہ کا

شوق پابوسی کا پہونچا نہ قدمونتک ترے
تیرِ بسمل پانون اے قاتل کے گِر رہگیا

چشم مین آنسو کہان جو روئیے اب خوب سا
کوئی قطرہ تھا سو وہ مژگان سے جھڑ کر رہگیا

جب دکھایا تونے اپنا قدِ رعنا باغ مین
پھر تو خجلت سے زمین مین سرو گڑ کر رہگیا

دل مین اک کھٹکا سا جو مارا کسیکی یاد نے
یہ ہوئی حالت کہ دم سینے مین اٹک کر رہگیا

پہلوانِ عشق کا کیا پوچھتے ہو مجھسے حال
جو چڑھا ہتھّے پہ اوسکے وہ پچھڑ کر رہگیا

کاروان منزل پہ پہونچا اور سارے ہمسفر
مثلِ گردِ کاروان اک مین بچھڑ کر رہگیا

اور تبدیل قوافی مین غزل لکھ اے ظفر
ہاتھ مین اپنے قلم کو کیون پکڑ کر رہگیا

جبکہ وہ خط پڑھکے بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا
دل خطر وار و نکا دھڑکا اور دھڑک کر رہگیا

حسرتا وصل بوجہ تیری کہ قاتل کوئی دم
زیرِ تیغِ ناز پھڑکا اور پھڑک کر رہگیا

پھر گیا کیون آن کر در پر ترے خانہ خراب
شب کو جو دروازہ کھڑکا اور کھڑک کر رہگیا

سُنکے نالہ اور جوشِ گریہ میرا وہ ٹھیک کر
آسمان پر ابر کڑکا اور کڑک کر رہگیا

ہر نفس اوس دامنِ مژگان کی جنبش سے ظفر
دل مین اک شعلہ سا بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا

نہین عشق مین اسکا تو رنج ہمین کہ قرار و شکیب ذرا نرہا
غمِ عشق تو اپنا رفیق رہا کوئی اور بلا سے رہا نرہا

مطلع ثانی

[illegible]

دیگر

خدا جانے کہان بیٹھا ہی وہ اور ہی کدھر پھرتا
مگر چشم تصور سے ہی سب پیش نظر پھرتا

تماشا دیکھنا کیا دوڑتا ہی اشک مژگان پر
یہ لڑکا شعبدہ باز ایسی ہی اک تار پر پھرتا

لکھا قسمت کا اپنی آگیا دم اپنی آنکھون مین
نہین پھر کر جواب نامہ اب تک نامہ بر پھرتا

جو سرگردانی اپنی اوسکو اپنا ہون لکھتی ہین
خدا کی واسطے چپکے رہو ہے میرا سر پھرتا

محبت جیتی جی کی ہی وگرنہ بعد مرنے کی
نہین کوئی کسیکی قبر پر بھی آنکر پھرتا

کوئی آرام سے کیونکر زمین پر بیٹھنے پائے
رہی جب تک پئے گردش فلک اوٹھو پہر پھرتا

جنون نے سلطنت دی کشور صحرا کی مجنون کو
بگولا کا ہے چتر اوسکی جو سر پر اے ظفر پھرتا

دیگر

دنبالہ دیکھکر تری چشم سیاہ کا
آہو چبانا چھوڑ دے پھر برگ کاہ کا

خورشید آسمان چہارم پہ ہی کہان
شعلہ کوئی بلند ہوا میری آہ کا

کثرت ہی آنسوؤن کی ہجوم سپاہ غم
نالہ نہین نشان ہے یہ اس سپاہ کا

تنکے چننے گا وحشیون کی طرح ناصحا
دیکھے گا گر کرشمہ اوس آہو نگاہ کا

کس مہر وش نے چہرہ سے برقع اوٹھا دیا
منہ ہو گیا سفید فلک پر جو ماہ کا

کرتا ہی جسکے ساتھ فلک کج ادائیان
دیتا ہی اوسکو عشق کسی کج کلاہ کا

رکھے قدم جو کوئی محبت مین اے ظفر
لازم ہی پہلے ڈھونڈھ لے رستہ پناہ کا

[illegible]

خاکساری کے لیے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاکِ درِ جانانہ بنایا ہوتا

نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھکو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

دلِ صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن
زلفِ مشکین کا ترے شانہ بنایا ہوتا

صوفیون کی جو نہ تھا لایق صحبت تو مجھے
قابلِ جلسۂ رندانہ بنایا ہوتا

تھا جلانا ہی اگر دوریِ ساقی سے مجھے
تو چراغِ درِ میخانہ بنایا ہوتا

شعلۂ حسن چمن مین دکھایا اوسنے
ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا

روز معمورۂ دنیا مین خرابی ہے ظفر
ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا

کہون کیا رنگ اس گل کا اہاہاہا اہاہاہا
ہوا رنگین چمن سارا اہاہاہا اہاہاہا

نمک چھڑکے ہے وہ کس مزے سے دل کے زخمون پر
مزے لیتا ہو ہمین کیا کیا اہاہاہا اہاہاہا

خدا جانے حلاوت کیا تھی آب تیغ قاتل مین
لب ہر زخم ہے گویا اہاہاہا اہاہاہا

شرار و برق نے کیا فرق مین جسکو کہ دونون مین
ہے اک شعلہ بھبوکا سا اہاہاہا اہاہاہا

بلا گردان ہون ساقی کا کہ جام عشق سے مجھکو
دیا گھونٹ اوسنے اک ایسا اہاہاہا اہاہاہا

مری صورت پرستی حق پرستی ہے کہو ہمین کیا
کہ اس صورت مین ہے کیا کیا اہاہاہا اہاہاہا

ظفر عالم کہون کیا مین طبیعت کی روانی کا
کہ ہے امڈا ہوا دریا اہاہاہا اہاہاہا

ہمنے شبدیز قلم کو اپنے جب جولان کیا
ملک معنی کا قلم و یک قلم میدان کیا

گلشن مین اوسکو جلوۂ قامت کی سامنے
مانند بید کانپنے سرو چمن لگا

گردش بدلگو سوتے سے کیا خاک ہی مزا
سینہ سے سینہ اور بدن سی بدن لگا

گردش سے تھم گیا یہ فلک میری آہ سے
دیکھو تو کیا ستون تہِ سقفِ کہن لگا

پھولا بہ رنگ گل نہ سمایا مین آپ مین
آ کر مری گلے جو وہ گل پیرہن لگا

کیونکہ نہ اپنا روز یہی ہو کہ اب ترا
قسمت سے ہاتھ بوسۂ سیبِ ذقن لگا

طرز سخن کا اپنی ظفر بادشاہ ہے
اوسکی سخن سے ہر ایک کا سخن لگا

ہی پسینے مین کہان وہ خاک لٹ ڈوبا ہوا
نیلوفر کا پھول ہی پانی مین ٹب ڈوبا ہوا

آئینہ کیا دیکھ تجھکو اب خجلت مین ہی غرق
اپنی نظرون مین تو ہی ملک جلت ڈوبا ہوا

گردشِ چشمِ بتان سی کیا ہو دل کو مخلصی
حلقۂ گرداب سے نکلے ہی کب ڈوبا ہوا

دل ہی کب بچو ہے اسیر تیری زلفِ تاب کی
وصیا نمین ہتا ہون اونکی روز و شب ڈوبا ہوا

ہی تجھے خورشید سے یا روشفق آلودہ آج
دستِ قاتل نہین ہے خون مین اب ڈوبا ہوا

خار سا کھٹکے ہی جیمین اوسکی مژگان کا خیال
ہی رگِ جان مین یہ نشتر کیا غضب ڈوبا ہوا

جب تہ دل ہی کہا یکبارگی یا بو تراب
بحرِ عصیان سی ظفر نکلے ہی تب ڈوبا ہوا

دیگر

کیا کہون کیونکہ تیری کوچے مین ہو کر آیا
تجھکو پایا جو نہین خوب مین رو کر آیا

کبھو تو سنا کر ذرا گوش دل سے	فسانا ناکسیکا فسانا ناکسیکا
مجھے یاد کر کر کے آنسو بہانا	بہانا کسیکا بہانا کسیکا
نہ سمجھا تو ناصح کہ مدت سے مین ہون	دوانا کسیکا دوانا کسیکا
نہووےگا دل تیر مژگا نمین اوسکے	نشانا کسیکا نشانا کسیکا
نمانا کرو میری جانب سو اب تم	لگانا کسیکا لگانا کسیکا

قوافی بدل کر ظفر پڑھ غزل تو
سے تا نہ آگے ٹھکانا کسیکا

جلاجی نہ دل مفت لے کر کسیکا	کہا بھی تو مان اے ستمگر کسیکا
نہ کیون تنگ ہو شمکش سے قفس مین	نہ باقی رہا ایک شہپر کسیکا
بھلا ہو گی کس دسے اب غنچہ روکش	کہان منہ ہے اسکے برابر کسیکا
دل اوسکا ملے کس طرح میری دل سے	کہ بس کب چلے ہے کسی پر کسیکا
جو مژگان کا عالم ہے اب اوسکی ہمدم	نہ دیکھا کوئی ایسا خنجر کسیکا
یہ جی چاہتا ہے کہ سر ہی سے مارین	اوٹھا کر ہم اوس در سے پتھر کسیکا

بدل بحر اور قافیے کو ظفر تو
کہ خوش ہوئے دل شعر سنکر کسیکا

دیگر

مری جانب سے غیرون نے لگایا کچھ نہ کچھ ہوگا	نہ آیا وہ تو اوسکے دل مین آیا کچھ نہ کچھ ہوگا

جلایا دل جو تری شعلہ نگاہ نے زِشت — فلک پہ آہ مرا ہو کے شہاب بنا
دل شکستہ کی تو میر تو کچھ درستی کر — خدا کا گھر ہے بنا تا بڑا ثواب بنا
ہوئی نہ یاقوت تلک اسکی دسترس افسوس — ہمارا دیدہ نہ کیوں حلقۂ رکاب بنا
کیا تھا کشتہ مجھے کسکی چشم مست نے آہ — کہ میری خاک سے ہے ساغر شراب بنا
جو میر اختر بخت سیہ دکھاتا ہے — تو خال تو کوئی کاجل کا اک شتاب بنا
نہ پہونچا کان ملاحت تمہارے کانوں تلک — اگرچہ اشک مرا گوہر خوش آب بنا

ظفر جو لکھنا ہو احوال دل تجھے اپنا
تو ایک رقعے سے کیا ہو وے گا کتاب بنا

مارا عاشق کو تو کیا کام تمہارا نکلا — ہمیں کیا کام مگر نام تمہارا نکلا
روش نکہت گل سیر کو گھر سے باہر — پھر قدم سرو گل اندام تمہارا نکلا
سارے منہ تکنے لگے گھر میں تمہارے دشمن — منہ سے قاصد کے جو پیغام تمہارا نکلا
دل کو ہم جانتے تھے ہوگا تمہارا مطیع — یہ تو لو بندۂ بے دام تمہارا نکلا
صدقے شوخی کہ گئے دل لیکے مرا پوچھتے ہیں — کیوں جی گم تھا دل ناکام تمہارا نکلا
نیند پھر شب کو کہاں آپ کی زلفوں کی قسم — ذکر یہاں جبکہ سر شام تمہارا نکلا

پختہ پایا نہ ذرا طرز محبت میں اسے
یہ خیال اے ظفر اب خام تمہارا نکلا

قارون اوٹھا کے سر پہ نہ گنج لیچلا — دنیا سے کیا بخیل بجز رنج لیچلا

جون آئینہ اب حیرتِ دیدار سے تیرے	رہتا ہے کھلا دیدۂ بیدار کسیکا
رونیکا رہیگا یہی عالم تو پھر اکدن	گھر دیگا ڈبو دیدۂ خونبار کسیکا
شانے سے نہ بل کیونکہ کرے اب وہ مرا	دل زلفِ بتان مین ہے گرفتار کسیکا
ٹک یونہین خبر برق صفت آکے لینا	پہلو مین تڑپتا ہے دل زار کسیکا

یعنی تو مین ہی رکھ اپنے ظفر کو
محتاج نہ کر حیدرِ کرار کسیکا

یون تو جانا تمھین منظور جہان ہو جانا	پر جو آنا ہو ادھر سے تو یہان ہو جانا
آنسوؤنکا مری آنکھونسے روان ہو جانا	اور مرا رازِ نہان سب پہ عیان ہو جانا
دوستی کی ہین سب انداز تمھارے معلوم	پر کہین تم نہ مری دشمنِ جان ہو جانا
مژدۂ یار کو کیا جانے سکھایا کس نے	جگر و دل مین مرے تیر و سنان ہو جانا
دیدیا ہمنے دل و دین جان جہان کو اپنا	تھا نصیبون مین جو رسوائے جہان ہو جانا
عشق دمساز اگر ہو تو عجب کیا جون نے	استخوان کا مرے لبریزِ فغان ہو جانا
یون تو پروانہ بھی جلجاتی ہے پر مشکل ہے	عشق مین میری طرح سوختہ جان ہو جانا
دیکھتے جاؤ مری جان ہی کیونکر جاتی	ابھی بالین سے مری جاتے کہان ہو جانا
روسیاہی سے فقط نام و نشان کی خواہش	اے نگین چاہیے بے نام و نشان ہو جانا
گھر سے عاشق کے نہ جانا تھا خفا ہو کے تجھے	کہ ترا جانا اور اوسکو خفقان ہو جانا
ہمکو دکھلاتی ہے ہر لحظہ جمالِ جانان	دل کا صاف اپنے ظفر آئینہ سان ہو جانا

جب تک وہ خفا مجھ سے ہین سنلو طبیبو	کچھ میرا علاج خفقان ہو نہین سکتا
ہم چشم مری چشم سے ہو ابر تو کیونکر	اس طرح وہ خونابہ فشان ہو نہین سکتا
کیا جانئے بلا کیا ہے ترا غمزہ کہ جس سے	جانبر کوئی ای آفت جان ہو نہین سکتا
جب تک نہ قلم شہپر عنقا سے بنائین	تحریر ترا وصف دہان ہو نہین سکتا
بدنام تو عشاق ہین سب عشق مین لیکن	مجھسا کوئی رسوای جہان ہو نہین سکتا

سودای محبت مین ظفر سو ہی لیکن
جب تک کوئی رسوائی جہان ہو نہین سکتا

دیگر

آبلہ داغ مین ہے یہ سر سینا اونچا	کہ جڑا خانۂ خاتم مین نگینا اونچا
رفعتِ جاہ کو ہے ہمتِ عالی درکار	اونچی کوٹھے کے لیے چاہیے زینا اونچا
سربلندی کے لیے فوق ہی ہان عجز و نیاز	کیون نہ جھک جائے کہ ہے گنبدِ مینا اونچا
پوچھ پستی و بلندی زمانے سے یہ حال	کہ ہے سر ہے نیچا سرِ کمینہ اونچا
چشم کو سر مین ملی جاہ ہی سب اعضا سے بلند	دیکھ ہے مرتبۂ مردمِ بینا اونچا
گوش زد چرخ دنی سے ہو مری کیا فریاد	کہ نہایت ہی یہ سنتا ہے کمینہ اونچا

ہمنشین ہو سکے سردار کا مفلس کیونکر
اسے ظفر چاہیے اونچے کا قرینا اونچا

وہ نہ آیا یار لائے یون تھا تو یون ہوا	اوسکا آنا بن بلائے یون تھا تو یون ہوا

آتش دل کو سمجھے نہ واعظ کمتر نار جہنم سے
دیکھے پہنچتا شعلہ گر اک اسمین کا اک وسمین کا

کوئی غزل پڑہا جو یاران آگے تیری غزل کے ہو
شعر سنا دہی اوسکو ظفر اک اسمین کا اک وسمین کا

ردیف الف جلد دوم

شاباش دلا ارشدک اللہ تعالے
پہچانا اوسے تونے جسے دیکھا نہ بھالا

بیہوش ہو نہین دیکھ کے اوس ہوش ربا کو
بہتر ہے کہ ابہی اوسنے نہتا ہوش سنبھالا

ہے داغ مدل آتش رخسار سے تیرے
گردون پہ قمر اور زمین پر گل لالا

منہ مار رہی ہے بطرح مردل پہ تری زلف
کیونکر میں نہ سمجہے گا کہ ڈسے ہو اسے کالا

اللہ رے تری جنبش مژگان بت بدکیش
اک پل مین لیے تونے دو عالم تہ و بالا

میرے رخ روشن کے تصور سے ہمیشہ
ہے کلبۂ تاریک مین عاشق کے اوجالا

جاوے گی نکل جان مری دیکھ کماندار
تیر اپنا اگر تونے مرے دل سے نکالا

ہر خار بیابان ہے موتی سے پروتا
جب پہوٹکے روتا ہے مری پانو کا چھالا

بازار محبت مین نہ دل بیچ تو اپنا
بک جاتا ہو ساتھ اوسکے ظفر بیچنے والا

ہزار طرح سے کھولا وہ دل ربا نہ کھلا
ہمین نہ کھلنے کا کچھ اوسکے مدعا نہ کھلا

لب جراحت دل تیرے سامنے قاتل
اگر کھلا ہے تو ہرگز بجز دعا نہ کھلا

چمن مین جاکے گرہ تونے غنچے کی کھولی
پر اپنا عقدۂ دل تجھ سے اے صبا نہ کھلا

بچا دل تیری ہاتھوں سے نہ آخر اے کمان ابرو
گیا گر ایک خالی تیر تو نے دوسرا مارا

پڑا لوٹے ہے دل شامت کا مارا دور کی مارے
خدا جانے ترے جوڑے نے لٹکا کیا بلا مارا

ہجوم خال روئے یار کا لے ہی لیا بوسہ
ظفر یہ خوب تمنے زنگیوں کا مورچا مارا

روز گھر غیر کے جانا ترا معمول پڑا
یاں جو آنکلا ہی تو آج کدھر بھول پڑا

لگ گئی جوشش گل لالہ سے گلشن کو جو آج
کہیں اوس آتش رخسار کا کیا پھول پڑا

دل شاغل ہے مرا محو خیال رخ و زلف
راتدن رہتا ہے اس شغل میں مشغول پڑا

کہو ملا سے کبھی جا کے خرابات کی سیر
گوشۂ مدرسہ میں کیوں ہے یہ مجہول پڑا

رکھ قدم کوچہ میں تو دیکھیو اپنے قاتل
کہ کہیں سر ہے کہیں ہے تن مقتول پڑا

چھو نہ گر چاہ زنخدا نہیں کہیں گر نہ پڑے
دل پکڑ کر رسن زلف کو ہے جھول پڑا

دیکھ جان دل کو بچاؤ نہیں ہو جائیگا ضبط
اب تو دینا ظفر اس جنس کا محصول پڑا

ادھر تو دست وحشت نے گریبان کھینچکر پھاڑا
اودھر ہر خار صحرائی نے دامان کھینچکر پھاڑا

نہ آتی مجھسے تم کھینچی نہ اتنا تم سے دل پھنستا
مرا دل رات کو تمنے تو جانان کھینچکر پھاڑا

کشاکش سے جنوں کی تیری دیوانے نے مرکر بھی
کفن اپنا تہ خاک بیابان کھینچکر پھاڑا

ہوا تجھسے جو روکش غنچۂ لالہ تو پیٹ اوسکا
صبا نے بیچ ہی سر گلستان کھینچکر پھاڑا

پڑا یہ کشمکش میں خط مرا ہاتھوں سے غیروں کے
کہ آخر سب نے اوسکو اے مری جان کھینچکر پھاڑا

پہلے تو ہمکو تری عشوہ گری نے مارا	اور اگر اوس سے بچے کم نظری نے مارا
مر گیا مین نہ ہوئی تجکو خبر ہائی ستم	بے خبر مجکو تری بے خبری نے مارا
پھیر کر منہ جو دکھایا مجھے اپنا جوڑا	دل پہ مُکا مرے اوس شکل پری نے مارا
تو بہ پہرکا کی مجھے کنج قفس مین صیاد	شوق پرواز سے بے بال و پری نے مارا
ہمسری کی تری رفتار سے جب فتنہ نے	قہقہہ طنز سے اک کبک دری نے مارا
تل تیری لب شیرین پہ ہے زہر قاتل	اے شکر لب ہمین اس تل شکری نے مارا
کچھ بھی ہوتی اوسے تاثیر تو مرتے ہم کیون	ہمکو اس آہ تری بے اثری نے مارا

شفق صبح دہے غرق بخون چرخ ظفر
تیر ایسا تری آہ سحری ستے مارا

کیا کہون ہے کیا بتون کی آشنائی مین مزا	وہ مزا سب اسمین ہے جو ہے خدائی مین مزا
اے مثال آئینہ تو ہم سے ہو جا سینہ صاف	دور کر دل سے کدورت ہے صفائی مین مزا
جا سکے گلشن تلک ورنہ ہم بے بال و پر	ہمنے اے صیاد کیا پایا رہائی مین مزا
بیٹھ رہ آرام سے تو صلح کل کر اختیار	جنگجوئی چھوڑ دے کیا ہے لڑائی مین مزا
بعد مدت جب ملا ایک ہے امید وصال	آئے ہے عاشق کو کیا کیا اوس جدائی مین مزا
کچھ تو ہو فریاد مین تاثیر نالے مین اثر	اسی جرس ہے ورنہ کیا ہرزہ درائی مین مزا
مسجد و بتخانے مین ٹکرا کے سر کو سیکڑا	جیسے سنگ در پہ آیا جبہہ سائی مین مزا
بیٹھا ہے منہدی لگا کر اپنے دست و پا مین تو	آج ہے اے شوخ تجھ سے ہاتھا پائی مین مزا

عدو اگرچہ بڑا شیر دل تھا لیکن دیکھ
ظفر نے دم مین اوسے بزدلا کیا نہ کیا

فلک پہ قمر نے پیدا بہت فروغ کیا
پر اوس کے رخ سے جو دعوی کیا دروغ کیا

ناصحا جانیگا تو اوس وقت میرا درد دل
جب کسی پر دل ترا ایدرو مائل ہوئیگا

خضر کی حاجت نہیں ہے ہمکو راہِ عشق مین
اے ظفر رہبر ہمارا شوق کامل ہوئیگا

رخ جو زیرِ سنبل پر پیچ و تاب آجائیگا
پھر کے برجِ سنبلہ مین آفتاب آجائیگا

تیرا احسان ہوگا قاصد گر شتاب آجائیگا
صبر مجھکو دیکھکر خط کا جواب آجائیگا

ہو نہ بیتاب اتنا گر اوسکو عتاب آجائیگا
تو غضب مین اے دلِ خانہ خراب آجائیگا

اس قدر رونا نہیں بہتر لبِ اشکون کو روک
ورنہ طوفان دیکھ اے چشمِ پُر آب آجائیگا

یہ یقین ہوویگا اگر تیرے گناہون کا حساب
تنگ ظالم عرصۂ روزِ حساب آجائیگا

دیکھکر دستِ ستم مین تیرے تیغِ آبدار
میرے ہر زخمِ جگر کے منہ مین آب آجائیگا

اپنی چشمِ مست کی گردش غم اے ساقی دکھا
دیکھ چکر مین ابھی جامِ شراب آجائیگا

خوب ہوگا ہان جو سینے سے نکلجائیگا تو
چین مجھکو اے دلِ پُر اضطراب آجائیگا

ای ظفر اوٹھ جائیگا جب پردۂ شرم و حجاب
سامنے وہ یار میرے بے حجاب آجائیگا

ای تصور تو ہی وصلِ جانِ جاناتک جائیگا
اور تو ایسا نہیں کوئی جو واںتک جائیگا

جب کریگا آہ اے ظالم یہ تیرا تفتہ جان
اوٹھکی اک شعلہ جگر سے آسمانتک جائیگا

جا کے کعبہ کیا کریگا تیرا عاشق اے صنم
وہ اگر جائیگا تیرے آستانتک جائیگا

جان بیچ جائیگی بیمارِ محبت کی ترے
ای مسیحا دم جو تو اوس نیم جانتک جائیگا

کدورت دل سے وہ اوس آئینہ رو کی نکلتی ہے
طبیبو وصل بن ممکن نہیں آرام عاشق کو

مری اور اوسکی ظاہر میں صفائی گر ہوئی تو کیا
مریض عشق کی صد ہا دوائی گر ہوئی تو کیا

نچھوڑی اوس بت کافر کی ہر گز دوستی میں نے
ظفر دشمن مری ساری خدائی گر ہوئی تو کیا

حرف اوسپر نہ آئے جو ہو تحریر کا سانچا
ڈھلتا ہے سدا اس سے جو یہ آہ کا مصرع
دیتا ہے لب زخم جگر میر گواہی
ڈھالا تجھے سانچے میں ہے لے عالم تصویر
کی آہ و فغان دل نے بہت عشق میں لیکن
یہ شمع ہی سلے سانچے میں ڈھلتی ہے ہمیشہ

جھوٹا ہو نہ ہر گز کبھی تقریر کا سانچا
کیا دل ہے ترے عاشق دلگیر کا سانچا
ہے ہاتھ پڑا یار کی شمشیر کا سانچا
ہے قدرت صانع تری تصویر کا سانچا
دعوی نہوا ایک کی تاثیر کا سانچا
ہے سینہ مرا نالہ شبگیر کا سانچا

سانچا ہے ظفر پیر مرا مجکو یقین ہے
ہر قول ہے واللہ مرے پیر کا سانچا

جو دل کو کاکل و زلف دوتا نے بھٹایا
بہار دیکھ کے اپنی ذرا ہنسا تھا گل
کیا تھا بلبوسون نے بھی عشق کا دعوی
لگا یا دختر رز کو اگر کسی نے منہ
اوٹھاو کرتی ہیں شربت پکھیاں کہیں بھن

تو جان کو غمزہ و ناز و ادا نے بھٹایا
لگا یا ایسا طمانچہ صبا نے بھٹایا
مگر اونھیں ترے ظلم و جفا نے بھٹایا
تو اوسکو خوب ہی اس نچیا نے بھٹایا
مریض غم کو طبیبو دوا نے بھٹایا

بولتا بھی نہیں کیا حسن کی دولت نے آ سیدھا
باتیں کرتا ہے عدو مجھ سے بھی ٹیڑھی سیدھی
ایک دن خوب ہی بحث اٹھی کا سیدھا
خانہ وصل کے کوچے میں گیا ہم در خم
دل شامت زدہ نے بانک کا رستہ سیدھا
ای کماندار ترے تیر کے قربان ہوں کیوں
چھوٹتے ہی مری دل کی طرف آیا سیدھا

کہون کیا طبیعت کی اوسکی روانی
بہادی ہے گویا تکلم مین دریا
بجہی آگ اے آنکھون دل کی نہ ہرسے
بھرے ہون ہزارون اگر چشم مین دریا
مگر دیکھا دریا پستون کو بہنتے
کہ ہر موج سے ہے تبسم مین دریا
مرے پاؤن کے آبلون سے روان ہے
کہ اس دشت وحشت میں گم مین دریا

ظفر دھوئے جائین گنہ کیون نہ اپنے
کہ ہے ذات باری ترحم مین دریا

اوسے یارون نے میرا رقعہ جاکر دیدیا ہوتا
کھلا گر دی لنکتے تھے چھپا کر دیدیا ہوتا
بگڑ جاتا تڑاکیا سرخ رو مین سب بیچ جاتا
مجھے اک پان تو تو نے بنا کر دیدیا ہوتا
نہوتے مجھ سے تم سینہ بسینہ ہو کی ہمبستر
پر اک بوسہ تو منہ سے منہ بھڑا کر دیدیا ہوتا
گوارا شربت دیدار دینا گر نہ تھا مجکو
بلا سے زہر ہی مجکو پلا کر دیدیا ہوتا
بھرے مین جواب خط کی مارا ہائی کیون مجکو
جواب صاف ہی قاصد نے آکر دیدیا ہوتا
لگا تا خضر کیون آب بقا کو منہ سے اے ساقی
جو تو نے جام مے منہ سے لگا کر دیدیا ہوتا

ظفر لیکر تمہارا دل وہ کاہیکو مکر جاتا
اگر تم نے اوسے سبکو جتا کر دیدیا ہوتا

علم کر تیغ کو سو بار اوس قاتل کا ہاتھ اوٹھا
نہ ہرگز واسطے فریاد کے بسمل کا ہاتھ اوٹھا
رہا تجھ بن یہ عالم رات دل کی بیقراری کا
کہ دل پر سے نہ دم بھر عاشق بیدل کا ہاتھ اوٹھا
عطا منظور ہے اوسکو دعا دستور ہے اوسکا
ادھر ستم کا ہاتھ اوٹھا ادھر قاتل کا ہاتھ اوٹھا

فرمائین جو ناصح وہ سر و چشم پہ میرے
پر دل تو نہین تابع فرمان سے میرے
آرام کہان مجکو نہ جب تک ہو بغل مین
وہ شوخ کہ آرام دل و جان ہے میرے

ٹھہرا جاتی ہے جا کیوں مر انخط لیکے کیا باعث
مگر قصد اب خیال نامہ بر مین اور کچھ ٹھہرا

نگین دل کا تھا اعمال اور کچھ ٹھہرا ہوا پہلے
گیا جبدن سے دست میر مین اور کچھ ٹھہرا

کبھی اخگر کبھی شعلہ کبھی گل ہے کبھی لالہ
نہ ٹھہرا داغ میرے جگر مین اور کچھ ٹھہرا

کوئی زہرہ جبین ٹھہرا ہے کوئی مہ لقا اسکو
مگر وہ مہروش میری نظر مین اور کچھ ٹھہرا

نہین ہان ہم اسیر اسنے ہمکو دوست ٹھہرایا
ابھی دیگا وہ ظالم لحظہ بھر مین اور کچھ ٹھہرا

ہر اک کی ذہن مین کچھ طور ٹھہرا اونکے ملنے کا
طریقہ اوسکا پر فہم ظفر مین اور کچھ ٹھہرا

اس بتکدہ مین جسنے کہا بت تجھے تا کا
کیا خوب نظر باز وہ بندہ ہے خدا کا

اللہ رے تری تیزی شمشیر نگہ کی
دم بند جسے دیکھکے ہو تیغ قضا کا

کہتے ہین مہ نو جسے دیکھا اوسے ہمنے
ہے ایک تراشیدہ ترے ناخن پا کا

کیا اوس ترے بیمار کو امید شفا ہو
جسکو کہ اثر ہو نہ دعا کا نہ دوا کا

اے دوستو اوس دلبر بے مہر کے آگے
کیا نام وفا لون کہ وہ دشمن ہو وفا کا

سرکش جو بہت حسن پہ تو اپنے ہے اے شمع
دیکھا کبھی جلوہ نہین اوس ماہ لقا کا

ناکام رہا گر دہن زخم زبان سے
اچھا ہوا شاکی نہ ہوا تیغ جفا کا

تلوؤن سے ملا دیدہ پر آب کو کس کے
پھیکا ہے کف پا مین ترے رنگ حنا کا

نیسان سے اور اشک چشم گہر بار سے میری
دیکھو گے ظفر ہو گا کبھی خوب جھڑا کا

رفع بے بادہ نوشی تو نکلی گرمی جگر
کب بجھاتا ہے شعلہ آب گنگا آگ کا

ہے خدا جانے یہ میری آہ سوزان کیا بلا
آسمان پر ہے لگاتی ہے شرار آگ کا

لڑتی ہے بندوق سے جو آ ظفر توپ تفنگ
رکھے ہے ہتھیار پاس اپنے تا نگا آگ کا

عارض کا صاف رنگ ترے گل میں آگیا
زلفوں کا پیچ و خم ترے سنبل میں آگیا

کس چشم پر خمار کا ساقی پڑا تھا عکس
جس سے کہ یہ نشان قدح مل میں آگیا

کب تک کروں میں صبر نہ ہر درد فراق سے
ہے فرق میرے صبر و تحمل میں آگیا

کیا شعلہ و شرار میں کیا مہر و ماہ میں
جلوہ ترا تو ہم کو نظر کل میں آگیا

دیکھا مجھے نہ تو نے اور آنکھوں میں میرا دم
آخر کو یار تیرے تغافل میں آگیا

کاکل میں تنگ آیا تو زلفوں میں آیا دل
زلفوں میں تنگ آیا تو کاکل میں آگیا

جلدی سے قاصد وان کی ہوا کچھ نہ اے ظفر
وان سے جواب خط کا تامل میں آگیا

شمع کا داغ جگر ہے بزم میں کیا گل بنا
بلکہ اس کا دود دل بھی ہمسر سنبل بنا

دیکھ پھر آخر خزان ہے کوئی دن ہے یہ بہار
اس چمن میں آشیانہ اپنا ہی بلبل بنا

مل گیا دریا میں جب قطرہ تو دریا ہو گیا
جزو جو کل میں ہوا گم جزو بھی وہ کل بنا

ہیں یہ میکش ممکن کہ میری خاک سے بھی بعد مرگ
یا سبو مے بنا یا کوئی جام مل بنا

دل کا زنجیر بلا سے چھوٹنا مشکل ہوا
سب پریشان زدہ سودائی کاکل بنا

مانگ کی لیکھ پہ ہر رات سویرا دیکھا
کوچۂ زلف مین دنکو بھی اندھیرا دیکھا

دور ساغر ہی مین گذرے ہمین دن جون خورشید
ساقیا اوٹھکے بمونہ صبح کو تیرا دیکھا

ابلقِ چشم کی اللہ رے تیرے شوخی
کہ اولیل ایسا نہ کوئی بھی بچھیرا دیکھا

دل کو چھیتا مرے ناخن کے خراشون نے تمام
بہتر اس دست جنون سے نہ چیترا دیکھا

خط مراد یکھ لیا ایک دفعہ اوسنے تو کیا
حرف مطلب نہ کوئی غور سے میرا دیکھا

حلقۂ زلف سے تم بچ نسکے حضرت دل
اس بلانے تمھین کس طرح سے گھیرا دیکھا

ہمسے غربت زدہ ٹھہرے نہ ٹھکانے سے کہین
لیتے سب جانورون کو بھی بسیرا دیکھا

خاک مجنون لیے کیا وادیٔ وحشت مین مقام
کہ بگولے کے سوا کوئی نہ ڈیرا دیکھا

ہم نہ کہتی تھے ظفر بیچ نہ دل اوسکے ہاتھ
ناپسند اوسنے کیا لیتے ہی پھیرا دیکھا

انکھین جب پیارے کو دیمین کوئی بھر کے لیلونگا
دہن کے بوسہ بھی مین لک لب پہ دھر کے لیلونگا

فقیر اے یار ہو جاونگا مین تیری محبت مین
زمین تکیہ کی خاطر پاس تیرے گھر کے لیلونگا

پرکھ پر جوہری کی معل لینے کا نہین مجھ لی
دُرِ دندان سے مین تیرے مقابل کرکے لیلونگا

لب میگون کے تیرے لیگا بوسہ اگر ساغر
تو مین اے بادہ کش بوسے ترے ساغر کے لیلونگا

ہلادونگا جہان کو دیکھنا زیر زمین بھی مین
ذرا کروٹ جو ہاتھون سے دل مضطر کے لیلونگا

جو توڑی شیشۂ مے محتسب نے مار کر پتھر
تو بدلے مین کسی دن اوس سے اس پتھر کے لیلونگا

کرونگا کعبے مین جا کر ظفر کیا گرنہ گا دیصب
تو بوسے اوس سے بہت کافر کے سنگ در کے لیلونگا

جو بیہودہ گو ہو ظفر اوس سے کہدو
نہ باتین بنا میری محفل مین بیٹھا

چبھا ہوا ہے جگر مین میرے یہ نیش مژگان یار کیسا
کھٹکتا ہر دم ہی ساتھ دم کے آکے سینے مین خار کیسا

جو مست اوس چشم مست کے ہین نہین ہی کچھ اونکو ہوش ساقی
کہ جام کیسا شراب کیسی نشا ہے کیسا خمار کیسا

بندھا جو اشکون کا تار دیکھا تو اوسنے ہنسکر یہ مجھ سے پوچھا
کہ تو نے اپنے گلے مین ڈالا یہ موتیون کا سا ہار کیسا

اوڑاتا کیا خاک سر پہ مجنون چلا ہے زندان سے سوئے ہامون
اوڑی ہے دیکھو یہ گرد کیسی اوٹھا ہے دیکھو غبار کیسا

کرے جو تجھ سے تپاک پیدا جو تجھ پہ اے شعلہ خو ہو شیدا
پھر اوسکو ہوش و حواس کیسے پھر اوسکو صبر و قرار کیسا

یہ لیکے تیر و کمان کا جانا شکار کا ہے فقط بہانا
تجھے کسیکو ہدف بنانا ارے ستمگر شکار کیسا

ظفر جو پھیری ہے اوسنے چتون خفا ہے مجھ سے وہ شوخ پرفن
بنا دیا اوسکو میرا دشمن یہ عشق ہے دوستدار کیسا

تیرا بسمل ہی کیا تجکو ہے اے قاتل دعا دیتا
لب ہر زخم سے ہر دم ہے اوسکا دل دعا دیتا

جب عاشقی میں دل نے مرا پاس کھو دیا
میں نے بھی اوسکا ایسا کیا ناس کھو دیا

مفلس ہوئے تو ہوش کیا ہمنے اوسکی تو حفظ کو
اے چرخ تو نے باعث افلاس کھو دیا

اقرار نامہ اونکی محبت کا ہم انھین
دکھلا نہین گیا کہ ہمنے وہ قرطاس کھو دیا

مضمون تو آ گیا تھا خموشی کا ہمنے ہاتھ
یارون نے کی جو ہمنے بکواس کھو دیا

خورشید جب چھپا تو یہ آیا نشے مین شوخ
سونیکا وہ فلک نے کہان طاس کھو دیا

افسوس اپنے اشک کی جانی نہ ہمنے قدر
کیا بے بہا نگینہ الماس کھو دیا

بے دل ہے کہا نہ جان کہی کہی عشق مین
جو کچھ کہ اے ظفر تھا مرے پاس کھو دیا

اگر مرے دل سوزان کا داغ گل ہوتا
کبھی چمن مین نہ گل کا چراغ گل ہوتا

وہ رشک گل جو گلستان مین سیر کرتا
تو غنچہ ہوتا گلابی ایاغ گل ہوتا

ہر ایک خار پہ فیض قدم سے مجنون کی
نمود ہے سر دامان باغ گل ہوتا

جو دشت خوبان وہ نہین کیا ہوا سے خوب ہے عشق
سنا نہین کبھی معشوق زاغ گل ہوتا

اگر یہ جانتا ہے تنگ عرصۂ گلزار
شگفتہ یون نہ کبھی با فراغ گل ہوتا

چمن مین نالۂ بلبل کو کون پھر سنتا
تری طرح سے جو نازک دماغ گل ہوتا

چمن مین جاتا ہے جب اے ظفر وہ رشک چمن
تو اوسکو دیکھ کے ہے باغ باغ گل ہوتا

ڈھب نہ رونیکا تری بزم مین آگیا ہنا
مجھپہ یار ہوا تجھے لیا پہلے ہی طوفان بنا

منت کش مرہم ہون نہ مجروح ازل کے
دیکھا نہیں زخم گل سیراب کا پھاہا

گرمی نے مرے خون جراحت کے عجب کیا
ہمسر ہو جو خورشید جہانتاب کا پھاہا

وہ زخمی شمشیر حوادث ہے کہ جسکو
آئی ہے نظر چرخ بھی زہراب کا پھاہا

زخم دل عاشق کی نہ سوزش میں کمی ہو
بالفرض اگر اوسپہ ہو گرداب کا پھاہا

پر درد کو تزئین سے غرض کیا کہ سر زخم
یکسان ہے گر یکا کہ ہو کمخواب کا پھاہا

پھوڑا سا نہ کیون پھوٹ بہے دل ظفر اوسپر
ہے مرہم غمخواری احباب کا پھاہا

تو نے جو گل کی طرف غیرت گلشن دیکھا
مہ جبین تجھے کیا ہمنے پسین دیکھا

تو ہوا جیب کا میرے دست جنون دست انداز
کبھی آئینے مین اپنا نہیں جوبن دیکھا

جتنا تو ہمسے کھچا اوتنا ہی کھچکر آیا
تار بارش میں چھپا اک مہ روشن دیکھا

گردش چشم تری وہ ہی کہ جسنے ای شوخ
ہمنے ثابت نہ کبھی جیب نہ دامن دیکھا

کیا ہی باندھی ہے تری چشم فسونگر کی جھڑی
کشش دل کا اثر اسنے تہ مدفن دیکھا

دیدہ آہوی صحرا کے سوا ہمنے چراغ
سنگ سرمہ کو کیا سنگ فلاخن دیکھا

خانہ دل میں جو ہے آہ و فغان کا عالم
کبھی ایسا نہ برستے ہوئے ساون دیکھا

ای صبا تربت مجنون پہ نہ روشن دیکھا
تعزیہ خانے میں بھی ایسا نہ شیون دیکھا

سانحل جسنے کہا دست بہمکر اپنا
ای ظفر ہمنے اوسے جان کا دشمن دیکھا

آئینہ خاک سے پاتا ہے جلا کیا ہی عجب
خاکساری سے اگر صاحب جوہر چمکا
آتش عشق سے داغ دل مضطر چمکا
کالبد زار مین میرے نہین در کار چراغ
جب کہ مانگے پہ ترے رات کو جھوم چمکا
مرحج پر تھری ترے عقد ثریا کی چمک
حسن ناز ترا اور بھی کافر چمکا
تازیانہ جو کیا طالع مشکین نے تیز
رات کو کیمک بتب تاب ترے نیر چمکا
رو بروا اوس رخ پر نور کے ماہ تابان
نقش پا تیرے مری شوخ ستمگر چمکا
نون ہوا اوس رخ گلگون کا ہوا گلگونہ

ہو گیا زردی رخسار سے عاشق کو فروغ
بیچ ہے انسان کے جہان ہاتھ لگا زر چمکا
شعلۂ آہ مرا جا کے فلک پر ہر روز
اے ظفر مہر درخشان کی برابر چمکا

کہو نہین کیا کہ ہے ہمسر دل بیتاب پار کا
لے تو دیکھ ہوتا ہے نہ وہ آب پار کا
وہ یار بسترہ نار چرخ مین ہر کوشنی لی
بنا ہے پیالہ جسکے یہ مہتاب یار کا

کہا تھا تجھ سے جو احوال ہمنشین ہمنے	خبر نہین کہ کہا اوس سے تو نے یا نہ کہا
جفائین ہمنے سہین اس قدر کہ مر ہی گئے	مگر کبھی نہ کہا تو نے مرحبا نہ کہا
مری نگہ نے مرا راز کہدیا اوس سے	بلا سے گر نہ کہا مین نے مدعا نہ کہا
وہ حال دل جو سنے گوش دل سے تو کہیے	وگرنہ کہنے سے کچھ فایدہ کہا نہ کہا

ہم اوسکی بات سے قایل ہین اے ظفر جسنے
بھلا کہا جسے منہ سے اوسے برا نہ کہا

ظالم ترے جیب ہانسنے کا عقدہ نہین کھلتا	کیا جانئے کہ ہے دل مین ترے کیا نہین کھلتا
جب تک ہو دم سرد و رخ زرد نہ غماز	ہر ایک پہ راز دل شیدا نہین کھلتا
اوس مست مے ناز کی اللہ رے تمکین	وہ عالم مستی مین بھی اصلا نہین کھلتا
کھلتا نہین احوال پریشانی دل کا	جب تک کہ ستمگر ترا جوڑا نہین کھلتا
بند آنکھین ہوئی جاتی ہین مشتاق کی تیری	کیون بند نقاب رخ زیبا نہین کھلتا
جو اوسکو پڑھاتے ہین وہ جب تک کہ آئین	خط سامنے اوس شوخ کے میرا نہین کھلتا
کس کام کے پھر ناخن تدبیر ہمارے	جب تار محبت ہی کا پھندا نہین کھلتا
کیا منہ ہے کہ ہو خنجر قاتل کی شکایت	یہان منہ ہی مرے زخم جگر کا نہین کھلتا

یان آئے کہان ہین کہان جائینگے یان سے
حیران ہین ظفر ہم یہ معما نہین کھلتا

پاس عارض کے ترے کان کا گوہر چمکا	دن کے پہلو ئی خورشید مین اختر چمکا

ہم صورت اپنے اوسکو جب آئے کئی نظر
حیران ہوکے آئینہ خانیسے اوٹھ گیا

تھا میری اور اوسکے جو پردا سا اک ظفر
یکبارگی دوئی کے اوٹھانیسے اوٹھ گیا

جسکو کہ ڈھونڈھتا ہوا مین ہر کہین گیا
دل ہی مین تھا مگر وہ مجھے ملا یہین گیا

جس دم گیا مین اوس بت کافر کے سامنے
یہ ہوگیا یقین کہ بس ایمان و دین گیا

آنکھین سی کھل گئین مہ و انجم کی دیکھتا
کوٹھے پر اپنے تو جو شب آمہ جبین گیا

کیا جانئے کسکو ذبح کریگا کہ آج وہ
خنجر بکف چڑھاتا ہوا آستین گیا

چونکا نہ خوابگاہ مین شب کو وہ مست ناز
شور و فغان مرا سر چرخ برین گیا

رو روکے ہمنے چشم سے دریا بہادیا
دل کا ترے غبار پر اب تک نہین گیا

مین اور روون دل اپنا کسیکو ترے سوا
تیرا خیال یہ کدھر اے نازنین گیا

کنج لحد مین بھی مجھے آرام ہو چکا
گر ساتھ مضطرب دل اندوہگین گیا

آیا رقیب بن کے وہان وہ اے ظفر
پیغام بر جو ہوکے مراہم نشین گیا

جب چراغ گل چمن مین یک بیک گل ہوگیا
چشم بلبل مین جہان تاریک بالکل ہوگیا

خانۂ زندان مین میرے نالۂ زنجیر سے
شور محشر سے بھی اک برپا سوا غل ہوگیا

بلکہ جوش گریہ آنکھونمین نشہ سا ہوگیا
عشق کی کیفیتون سے خون دل مل ہوگیا

تجھکو کیا تیری بلاسے کوئی از غفلت شعار
ہوگیا گر کشتۂ تیغ تغافل ہوگیا

جو کوئی مصرع یہ مضمون گریہ ہمنے لکھا
کسی سے مثل خط موج شط پڑھا گیا

پڑھا تمام مرا نامہ اوسنے حرف بحرف
جو مدعا تھا وہی ہان فقط پڑھا گیا

ترے مریض کا نسخہ طبیب نے جو لکھا
قلم کو اوسنے دیا اوسنے فقط پڑھا گیا

وہی کعبہ کا صاحب خانہ وہی دیر کا مالک
وہی رزق ہی کافر کا وہی ہادی مسلمان کا

اگر ہو جائے پارہ پارہ دل اوسکی محبت مین
تو سمجھ ہر پارۂ دل کو سمجھ سیپارہ قرآن کا

نکرتا وہ اگر پیدا نبی کو نوع انسان مین
تو مخلوقات مین اشرف نہوتا رتبہ انسان کا

نبی وہ رحمۃ للعالمین جسکی شفاعت سے
نہوے وعاصیون کو حشر کے دن خوف عصیان کا

عجب کیا نعتمین گر اوسکے نور حسن معنی سے
بجای حسن مطلع ہووے مطلع مہر تابان کا

زلیخا دیکھتی گر اک نظر اوسکا رخ روشن
تو اوسکو خوب ہو جاتا تماشا ماہ کنعان کا

ظفر مضمون حمد و نعت کے گلہای رنگین سے
ورق میرا اس دیوان کا ہے اک باغ رضوان کا

ہمنے روضہ کو ترے روضۂ رضوان پایا
بلکہ رضوان کو یہان ہمسر دربان پایا

محو نظارہ ہوا آکے جو اس گلشن مین
چشم نرگس کی طرح سے اوسے حیران پایا

دیکھے سب معرفت آگاہ ترے در کے فقیر
ہمنے پایا جسے یہان صاحب عرفان پایا

تیرے دروازے کی ہے خاک وہ اکسیر شفا
کہ جسے ہمنے ہر اک درد کا درمان پایا

تشنہ لب کیون ہو محبت کی ہوا کر سیراب
ہمنے ہر چشمہ کو یہان چشمہ حیوان پایا

کہے اس درگہ عالی کی کوئی کیا رفعت
کہ اسے عرش کا ہمسایہ ایوان پایا

کعبہ و دیر مین ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین جسے
شکر صد شکر کہ وہ ہمنے ظفر یان پایا

حال دل سب لکھا نہین جاتا + اور لکھون تو پڑھا نہین جاتا

کیا ہر ارشگفتہ بہار نے لیکن
نہ ٹپکی خار پہ مجنون کے پانوں سے تا خون
گیا جو تو تو مقابل ترے اکت کی
بہار آئی مگر جب تلک نہ تو آیا

خزان کے ڈر سے کبھی با فراغ گل نہوا
نمود اک سر دامان باغ گل نہوا
چمن مین اے بت نازک دماغ گل نہوا
چمن مین رشک چمن باغ باغ گل نہوا

غش اپنے سینہ مین ہون غیر اے ظفر کہ جز بلبل
بہار مین کبھی مرغوب زاغ گل نہوا

کوئی صنم اوسے سمجھا کوئی خدا سمجھا
نہ آیا دل کی سمجھ مین کہ بار غم ہے گران
چڑھا جو اشک کا دریا مرے تو ایک جہان
بنا یا رخ پہ ہی کیون تو نے خال کا جل کا
نہ سمجھی سینے کو کیون عرصہ گاہ محشر وہ
غم جدائی مین موت اوسکو عین صحت ہی

نہ سمجھے ہم کہ وہ کیا سمجھا اور کیا سمجھا
اگرچہ مین نے دیا اوسکو بارہا سمجھا
فلک کے خیمے کو پانی کا بلبلا سمجھا
یہ نکتہ مین نہین اے شوخ مدلقا سمجھا
جو دل کے داغ کو خورشید حشر کا سمجھا
مریض ہجر ترا زہر کو دوا سمجھا

ہمیشہ کیون تری آنکھون سے اشک جاری ہین
ظفر ہمین بھی ذرا یہ تو ماجرا سمجھا

اے ستمگر کسنے ایسا تجھکو نٹ کھٹ کر دیا
صبح گل اوسکا کھلا تو نے جو ہمکو دیکھکر
کرتے ہین پانی کی آمیزش شراب ناب مین

ان فریبون نے ترے عالم کو تل پٹ کر دیا
رات کو اپنا چراغ خانہ گل جھٹ کر دیا
خون دل سے آنسوؤنکو ہمنے غٹ پٹ کر دیا

واسطے ہمیں غم کے کیا خاک ہو نشو و نما | سبز ہو سکتا نہیں وہ جو کہ دانہ گھن گیا

جاگ اوٹھا خواب عدم سے یک بیک سارا جہان
کان میں جس دم ظفر خالق کے امر کن گیا

گر فلک تک یہ ہمارا نالۂ دل جائیگا | کنگرہ عرش معلے کا ابھی ہل جائیگا
غم نہیں جائیگا تیرا جب تلک ہی دم میں دم | دم کے ساتھ آیا ہے یہ دم کے شامل جائیگا
رشک گلزار ارم ہو جائیگا کوچہ ترا | چشم پر خون لیکے جب یہ تیرا بسمل جائیگا
ہاتھ میں ساتھ جو تیرے ہیں تک ہر وقت ساتھ | آیا یان تنہا ہی تو تنہا ہی غافل جائیگا
گر ہر ذرہ ان یہ تیرے ہونگے جب انجم نثار | عارض روشن کے صدقے ماہ کامل جائیگا
اوٹھ کے جائیگا تری محفل سے جو اے شعلہ خو | چشم تر ہی وہ مثال شمع محفل جائیگا
جائیگا دم میں دیار یار تک پیک خیال | ورنہ جو جائیگا وہ منزل بمنزل جائیگا
بین میں میں بھی رہونگا دل گرفتہ اے صبا | دل نہیں ہے میرا وہ غنچہ کہ جو کھل جائیگا
جان شیرین جائیگی اپنی مثال کوہکن | پر نہ تیرا شوق اے شیرین شمائل جائیگا
تیرے کوچے سے کہان جائیگا تیرا خاکسار | مثل نقش پا وہیں خاک میں مل جائیگا

ہووے گی اوس روز برپا کیا قیامت اے ظفر
خاک پر جس دم شہیدوں کی وہ قاتل جائیگا

غلط ہی جو کسے یہ چپکے رہنا کچھ نہیں اچھا | نہ کہنے میں مزا ہے منہ سے کہنا کچھ نہیں اچھا
جنھوں نے دوستی کی وہ ہمارے ہوگئے دشمن | قصور انکا نہیں اپنا ہی کہنا کچھ نہیں اچھا

ہوتے پیدا ہیں جہان مار بجای سنبل — ہے جہان خاک میں اوس لف کا مال اٹھتا

دست و پا مارے ہیں گرچہ ظفر ہم لیکن
نہیں دریاے محبت کا کنارا ملتا

ہو گا کیا دشمن اگر سارا جہان ہو جائیگا — جبکہ وہ بے مہر ہم پر مہربان ہو جائیگا

گر ہوا اس آہ سوزان کا کوئی شعلہ بلند — دیکھ لینا خاک جلکر آسمان ہو جائیگا

لے پری وا اپنی صورت تو دکھائیگا جسے — صاف وہ حیرت زدہ آئینہ سان ہو جائیگا

وہ جو دل میں لگ رہی ہے آگ بجھنی کی نہیں — چشم تر سے گرچہ اک دریا روان ہو جائیگا

دیکھنا اوس چاند کے ٹکڑے کو کیونکر جانتا — ٹکڑے ٹکڑے دل مرا مثل کتان ہو جائیگا

اے جنون تیری بدولت نام میرا آخرش — دشت میں ہر خار کے ورد زبان ہو جائیگا

باز آ اس خون فشانی سے کہیں اے چشم تر — دیکھ میرا راز دل سب پر عیان ہو جائیگا

اے تغافل کیش کی تونے اگر آنے میں دیر — کام آخر تیرے عاشق کا یہان ہو جائیگا

کرتے ہیں دعوی محبت کا جو اوس سفاک کی
اے ظفر اک روز انکا امتحان ہو جائیگا

ہمارا اونکا ہے جس دم مقابلا پڑتا — نہیں کلام کا غیرون کو حوصلا پڑتا

فراق یار میں ہووےگی زندگی کیونکر — کہ تجھے جان کے یہ غم تو ہے بلا پڑتا

یہ سوز دل سے مرا اشک گرم ہے کہ جہان — بدن پہ گرتا ہے وان ایک آبلا پڑتا

سنائے نالہ پر درد ہم اگر اپنا — تو بلبلو ابھی صیاد بلبلا پڑتا

تیرے اک تار کی قیمت مین جو دون چین و تتار
تو بھی سودا نہو اہی زلف پریشان مہنگا

رو برو اوس لب پان خوردہ کے کچھ مال نہین
کیا ہوا گر چہ بکا لعل بدخشان مہنگا

جان تک بھی تو اگر دیکے اوسے لے ایدل
نکہو تمہین کہ لیا تو نے یہ پیکان مہنگا

کہو قاتل سے کرے ہاتھ لہو سے رنگین
نہین منہدی سے سوا خون شہیدان مہنگا

کر دیا آنسوؤن نے میری بہا تک بے آب
ایک کوڑی یہ بھی ہی اب غلطان مہنگا

گر ظفر ایک نگہ پر ترا ہو جائے غلام
چھوڑ تو مت کہ نہین بکتا یہ انسان مہنگا

ساقی ہے نشہ آنکھو نمین معمول سے ہلکا
نظرون مین ہے اب رطل گران پھول سے ہلکا

ہر بات مین لگتا ہے کبھی لاکھ پہ بھاری
گر بات کو اپنے نکرے طول سے ہلکا

ہے جامہ تکلف کا پسندیدۂ احمق
ہو گا نہ گدھا یہ کبھی اس جھول سے ہلکا

اچھا کیا سر تو نے مرے تن سے اوتارا
اب کوئی نہین اس سر مقتول سے ہلکا

جز تارک دنیا ہو ہوس نہ سبکدوش
یہ بوجھ نہ دنیا کے ہو مشغول سے ہلکا

صرفہ نہین کا غذ کا مگر بھیجتے ہین وہ
خط ڈاک مین اندیشۂ محصول سے ہلکا

دنیا مین ظفر جو ہے گرانبار جہالت
کب ہوتا ہے وہ مردم معقول سے ہلکا

تھا وہ آگہی تجھے گر کچھ بھی قابو رات پڑ جاتا
بلا سے کچھ ہی ہوتا لیکن اوس پر بات پڑ جاتا

اگر ہم رو کتے یارو نہ اپنی اشکباری کو
جہان مین تہلکہ یہ دیکھکر برسات پڑ جاتا

جان اوس کی غم کی کام کی کیوں تک
[illegible] اولٹ گئی

عاشق نے دل کو [illegible] راہ و رسم منزل اولٹ گئی
[illegible] زلف

بس کا شیشہ ہی جو رنجا دل اولٹ گئی

ساقی نشان نشئہ کی [illegible] محفل اولٹ گئی

عالم وہ کیا عمل تھا [illegible] کتاب پر

بیفائدہ ورق تو نے جانا دل اولٹ گئی

بیتاب ہوں سے دل کی بس بزم [illegible] اولٹ گئی

دل میں اوس شوخ کے [illegible] عاشق میرا گلشن کا جو مسکن بن گیا
سینہ پر داغ گویا ایک گلشن بن گیا

دوستی سے تیری مجھسے کر دیا سب کو برا
اپنا بیگانہ ہوا اور دوست دشمن بن گیا

اپنی دینداری پہ کیا کیا ناز تھا زاہد کو پر
اوس صنم کی دیکھ صورت برہمن بن گیا

بزم عشرت مجھکو تجھ بن بزم ماتم ہو گئی
نغمۂ شادی لب مطرب پہ شیون بن گیا

میں سے گریہ کے گیا جو خشکی لب کا علاج
صاف ہے آنسو بہ رنگ موم روغن بن گیا

جانیکا دل کے غم ہی نہیں اور غم مجھے	غارت بلا سے گرچہ زر و مال ہو گیا
رنگ شفق نہیں ہے کسی پر یہ فلک	گرم غضب ہوا ہے جو مہ لال ہو گیا
عاشق ہوا جو یار کی طرز خرام پر	اختر کہ رفتہ رفتہ وہ پامال ہو گیا

وقت نظارہ روئے مصفا یہ یار کے
عکس اپنی مردمک کا ظفر خال ہو گیا

کدورت دل میں ہے ظاہر صفائی گر ہوئی تو کیا	ملاپ اون سے ہوا تو کیا جدائی گر ہوئی تو کیا
ارے نا آشنا پھر وہی نا آشنا ہو تم	کسی کی تہمت سے دو دن آشنائی گر ہوئی تو کیا
بنایا ہے صنم جسنے انھیں سجدہ او سکو ہی	بتوں کے سنگ در پر جبہ سائی گر ہوئی تو کیا
جوانی کیسی طاقت کوئی رک سکتی ہے ہیر نہیں	کسی تدبیر سے حاجت روائی گر ہوئی تو کیا
اڑے جاتے ہیں وہ آنکھ دیکھو اب بھی غیر و شیشے	مری اسباب یاروں سے لڑائی گر ہوئی تو کیا
نہیں پرواز کی صیاد بال و پر ہیں جب طاقت	قفس سے ہم اسیروں کی رہائی گر ہوئی تو کیا
رہی پروا ہی جب ہرگز نہ کچھ شکر و شکایت کی	بھلائی گر ہوئی تو کیا برائی گر ہوئی تو کیا
پہونچ سکتی نہیں فریاد اوس مہوش کے کانو تک	فلک تک آہ کو میری رسائی گر ہوئی تو کیا

نچھوڑی ہی اوس بت کافر کی ہرگز دوستی ہیں نے
ظفر دشمن مری ساری خدائی گر ہوئی تو کیا

جب آ سکے میرے قتل کو قاتل اولٹ گیا	مضطر ہوئی یہ شکلے قضا دل اولٹ گیا
آتا نظر ہے یوں فلک سبز واژگون	جیسے ہو جام زہر ہلاہل اولٹ گیا

یہ فضل دیکھ کہ خود بادشاہ ہی لیکن — رکھا ہے اور نہ کبھی نام بادشاہی کا
بلطف دیکھ کہ خود بے نیاز ہی لیکن — دھیان ہے اوسے بندونکی خیرخواہی کا
تم اپنے جی مین عزیز او ذلیل ٹھہرالو — خدا ہے ایک مہ و مہر و مرغ و ماہی کا
کیا کسیکو جگر خستۂ دوام فراق — دیا کسیکو فراق وصل گاہ گاہی کا
بھرا وہ چشم بتان مین فسون کہ جو دیکھے — تمام عمر کرے شکوہ کم نگاہی کا

جو حب آل نبی اور صحابہ دل سے رکھے
ظفر اوسے نہین ڈر حشر کی تباہی کا

ہے مرتبہ ہر ایک بشر کا جدا جدا — قسمت جدی جدی ہی نصیبا جدا جدا
خالی نہین جہان مین تمنا سے کوئی دل — ہر ایک مین ہے گرچہ تمنا جدا جدا
برچھی نگہ کی تیغ بھوون کی غمزہ کا تیر — ہے میری کشت و خون کو مہیا جدا جدا
شعلے مین بھی ہے برق مین بھی اور شرار مین — اک نور کا کیسی کے تجلا جدا جدا
اللہ رے جوش گریہ میری ہر مژہ سے آج — بہتا ہے ایک خون کا دریا جدا جدا
گہ رخ کا بوسہ لیتے ہین گہ ہے دہن کا ہم — دونون مین ہمنے لطف جو پایا جدا جدا

خط لکھا ایک اوسنے مجھے اور غیر کو
مضمون اگرچہ اوسمین ظفر تھا جدا جدا

دہان یار کا راز نہان معلوم کیا ہوگا — نہوگا منہ سے جبتک کچھ بیان معلوم کیا ہوگا
اگر دل غمزدہ مین ہونگے نہ اوس مین ہونگے — مرا درد اوسکو بے آہ و فغان معلوم کیا ہوگا

دریا ظفر اوتر گیا اور ابر کھل گیا
ایسا نہ زور طبع نہ زور قلم گھٹا

جو لیکے وہان سے خط و پیغام ہے آتا
وہ کون ہے یا اوسکا نہین نام ہے آتا

جب کرتی ہین فریاد ہے کہتی ہین کہ ہمکو
کچھ اسکے سوا اور نہین کام ہے آتا

کس ورد ترا فکر رخ و زلف و زبان پر
سو بار نہین صبح سے تا شام ہے آتا

مرغان چمن کرتی ہو کیا چہچہے دیکھو
وہ دوش پہ صیاد لیے دام ہے آتا

کیون شرم سے گڑ جائے نہ شمشاد زمین پر
گلشن مین وہ سرو سمن اندام ہے آتا

تر دامنی اوسکی ہے کہ کعبے مین بھی جو زاہد
ترے سے کیے جامۂ احرام ہے آتا

غش کھا کے گری ہے وہین مہتاب زمین پر
جب رات کو وہ ماہ لب بام ہے آتا

جو حق کہے ہم کیون نہ ظفر اوسکے ہون قایل
ناحق ہمین دینا نہین الزام ہے آتا

ہم روئے ایسا تو نے جو ہمکو رولا دیا
پانی مین اک دکھائی فلک نے بلبلا دیا

اوس شعلہ خو سے بزم جہان مین لگا کے لو
مانند شمع آپ کو ہمنے گھلا دیا

ہے خاک راہ یار کی چٹکی بھی کیمیا
یہ عشق نے بتا ہمین اک چٹکلا دیا

ایسا نہ ہو کہ غیر پہ کھل جائے مدعا
قاصد نے میرا خط اوسے جا کر کھلا دیا

سب یار کوچ کر گئے میری کھلی نہ آنکھ
غفلت نے کیا کہون مجھے کیسا سولا دیا

تمنے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمین
ہمنے تمھاری یاد مین سب کچھ بھلا دیا

جلا دیگا جہانکو دیکھ لینا یہ دل سوزان
جو نالہ اسنے اور اک آہ آتشبار پر کھینچا

خطِ رخسار کو تیری جو دیکھا اے گلستان مین
قلم سب خوشنویسون نے خطِ گلزار پر کھینچا

ہوئی کچھ تو دل بسمل کی اپنے صورتِ تسکین
تیری تصویر کو جب سینۂ افگار پر کھینچا

دل زخمی سی اپنے ناوکِ دلدوز کو او سکے
اگرچہ کھینچنا تھا اے ظفر دشوار پر کھینچا

لبِ نازک پہ نہین رنگِ مسی کا اودا
صدمۂ بوسہ سے لب ہوگیا تیرا اودا

رخِ خورشید پہ ہے ابر بہاران سے نقاب
یار کے چہرۂ روشن پہ دوپٹا اودا

آب گرنے مین ہمارے فلک نیلے فام
نیلوفر کا سا کوئی پھول ہی اودا اودا

سرمہ آلودہ ترے اشک نے خطِ جدول
صفحۂ روئے کتابی پہ ہے کھینچا اودا

ہی نہان پردۂ ظلمات مین صاف آب بقا
بر مین مس جان جہان کے نہین جوڑا اودا

لکھتا شنگرف سے سی شنجون کا اشارہ میرے
ہاتھ کا غذ مرے قاتل کے نہ آیا اودا

ہے فلک پر ظفر اس دود جگر سے میرے
طرفہ جامِ زرِ خورشید پہ مینا اودا

سرد مہری سے تری دل ہوا ایسا ٹھنڈا
کہ پسینا بھی بدن پر مرے آیا ٹھنڈا

تپش دل نہو کم گرچہ مرے سینے پہ
رکھے صندل مین کوئی رنگ کے گیر ٹھنڈا

غم کے کھانیسے یہ گرمی ہے کہ جی چاہی ہے
پانی اس وقت پلائے کوئی ٹھنڈا ٹھنڈا

پیکے می کیونکہ یہ میخوار رہا خواری کو
جائین صحرا مین کہ ہے وقت سحر کا ٹھنڈا

اے ستمگار جلاتا ہی رہا تو دل کو
نکیا تونے کبھی میرا کلیجا ٹھنڈا

آتشِ عشق سے بلبل نے کیا ہی روشن
یہ چراغِ گلِ گلشن ہو صبا کیا ٹھنڈا

رقصِ بسمل کا نہ قاتل نے تماشا دیکھا
ہوگیا یو نہین تڑپکر دلِ شیدا ٹھنڈا

بھرا ہی باغ پھولوں سے بھرین نہرین ہین پانی سے
مجھے بھر بھر کے ساقی مے دیتے کیون پیمانہ نہین دیتا

جواب صاف تو دیکہ وہ نو خط میرے قاصد
جواب خط نہین دیتا بلا سے گر نہین دیتا

پڑا ہین کروٹین لیتا ہون ساری رات بستر پر
ذرا آرام سے سونے دل مضطر نہین دیتا

ظفر اسیر بھی اسکو روز دیتے ہین ہزارون دل
اگرچہ جانتے ہین سب کہ وہ لیکر نہین دیتا

بلا سے گرچہ جا بیٹھا خبر پہونچا کے جا بیٹھا
مرا وان نامہ میرا نامہ بر پہونچا کے جا بیٹھا

مجھے حیرت ہی دل کیونکر ترے گوشہ مین ابرو کے
بہم اخلاص تجھسے عشوہ گر پہونچا کی جا بیٹھا

خدنگ ناز سے ناوک فگن تیرا تو چھٹتے ہی
مرے دل مین مری جان کھر پہونچا کی جا بیٹھا

رفاقت تو نکی دل کی مگر تجھہ سہمائی کی
الگ مجھسی مجھے وہ اوسکو گھر پہونچا کی جا بیٹھا

نہ پہونچا بام جانان تک اگرچہ شاخ سدرہ تک
دل مضطر بہم تجھہ بال و پر پہونچا کی جا بیٹھا

ہوا حاصل تجھے کیا تو کنار غیر مین ظالم
کن رسے گودکے مجکو اگر پہونچا کی جا بیٹھا

گیا تھا دل کو کیا پہونچا نے اپنے کوئی دلبر تک
کہین تو آپ ہی اسکو ظفر پہونچا کی جا بیٹھا

مقابل جب ترے آئینہ شانہ روبرو ہوگا
تو حیران و پریشان اک زمانہ روبرو ہوگا

لگاؤگے کہان تیر نگہ دل گم ہی سینہ سے
نشانہ تب لگیگا جب نشانہ روبرو ہوگا

پھنسیگا طائر دل کیونکہ دام زلف مین کافر
نہ ہو گر گوش سے گر آب دانہ روبرو ہوگا

نہ اونکو نیند آئیگی نہ اونکے ہمنشینون کو
بیان گر عشق کا میرے فسانہ روبرو ہوگا

دکھائینگے ہجوم داغ جب ہم عشق کی دولت
نہ ہرگز مال کچھہ اسکے خزانہ روبرو ہوگا

ملایا دل سے بادل کیا گر جگر دیکھ ایسا قی — یہ پیل مست سے جنگھاڑ کر جمیٹا
ترے دامن سے چمٹینگے مرے ہار ستر تربت — نہ تجھے جھاڑ اپنے دیکھ دامن جھاڑ کر جمیٹا

ظفر نے آستان چھوڑا نہ اے پردہ نشین تیرا
رہا در سے ترے دربان وہ کھڑ کاڑ کر جمیٹا

نہ تحقیق ایک مرگِ عاشقِ دلگیر کا دن تھا — کوئی بتلاتا جمعرات کوئی پیر کا دن تھا
ہوئے لوٹتے تھے تو یہ عینا نے حباب آسا — یہ روزِ ابر بھی ساقی عجب تاثیر کا دن تھا
بہت تھا ناز ہمکو آج اپنی سخت جانی پر — میاں یہ امتحان برشِ شمشیر کا دن تھا
ہوا جس روز یہ مفتون تھا اوس چشمِ مفتن پر — وہی دن اس دلِ دیوانہ کی تدبیر کا دن تھا
فقط کیا زلف تھی اوسکی اندھیری رات استرا — رخ روشن بھی تو اوس عالمِ تصویر کا دن تھا
پہونچنا چاہیے تھا جلد تجکو جان بلب تھا مین — نہیں یہ آج اے عیسیٰ نفس تاخیر کا دن تھا

کہا جو چاہا اوسنے اور کچھ ہمنے نہ بولے ہم
سے ہے خاموش کیوں اب سے ظفر تقریر کا دن تھا

وہ نشہ ہے می مین نہ ہے وہ می پرستی مین مزا — جو نگاہِ مست ساقی کی ہے مستی مین مزا
دل گرفتہ ہی برنگِ غنچہ رہنا خوب ہے — ہنس کے پایا گل نے کیا گلزار ہستی مین مزا
خاک اوڑائی تھی اوڑائی ہمنے مثل گردباد — نے بلندی مین اوڑایا کچھ نہ پستی مین مزا
اے ستمگر اپنے تو مژگان کے مجروحون سے پوچھ — کیا ہے زخمِ کاری تیغ دو دستی مین مزا
دیکھ ہے کیا ابر باران ساقیا دے بھر کے جام — می کے پینے کا ہے اس بدلی برستی مین مزا

نعرہ بھی عشق بت سیمین مین بتان
اندوہ و درد و رنج سے دل پامال تھا
فرعون کو خدائی کا دعویٰ کیا جو ہون
دیکھا نہ اسنے ہم نے تم ارے جاہ و جلال تھا
امید روز وصل مین ہم کو بھی زندگی ہوئی
اپنا شب فراق مین جینا محال تھا
کہتے ہین قبل سے ہم بھی مرین مرے بیاد تم
کوئی زمانہ وصل بھی غوار و خیال تھا
بخشش کی لطف شاہ رسل آئی ہو گئی
ورنہ گناہ گار ظفر بال بال تھا

زاہد کہتا ہے تو رشتہ تسبیح جسے
سانپ بن نکلے مجھے کاٹتا ہے بن تیرے
مرغ دل جا پھنسے کہان جب کہ پڑا گردن مین
یہ بھی ہے دام فریب اور ترے فن کا تاگا
شب ہجر اک بستر اندوہ و محن کا تاگا
ہمدمو عشق بتِ صید فگن کا تاگا

کہکشان کہتے ہین جسکو وہ نظر آتا ہے
اے ظفر جامۂ گردون کہن کا تاگا

ذرا بھی تار جو ساقی شراب کا ٹوٹا
بہم شکست و درستی ہے بحر ہستی مین
ہزار ابر گہر بار کا بھی ور گھٹا
جو ٹوٹا ہاتھ سے ساقی کے آج ساغر مے
شکست دل کا لگا حال مین جو لکھوانے
سر و نالہ کے آگے ہے بے سر السیا
نشہ بھی ساتھ ہی رند خراب کا ٹوٹا
وہین بناوین ساغر حباب کا ٹوٹا
نہ تار اشک ہی چشم پر آب کا ٹوٹا
تو مست بولے کہ جام آفتاب کا ٹوٹا
قلم دبیر کتابت مآب کا ٹوٹا
کہ تار ہے ترے سطر باب کا ٹوٹا

نہین ہے رنگ شفق آسمان پر پھیلا
ظفر یہ شیشہ ہے صہبائے ناب کا ٹوٹا

ابرو کا تیرے شب جو اسے کچھ خیال تھا
دیکھا جو ماہ کو ترے عارض کے روبرو
ہلتے وہان صبا سے جو زلفون کے بال تھے
ہوتا نہ کیونکہ اے مہ کامل تجھے زوال
کیا کیا فلک پہ رشک سے گھٹتا ہلال تھا
بے رونق اپنی آنکھ مین اوسکا جمال تھا
یان پیچ و تاب رشک سے جلنا وبال تھا
باعث ترے زوال کا تیرا کمال تھا

زلفون سے رو روشن جب تم چھپا لیا
[illegible]

[illegible]

آمد و رفت عدو ہے اور بھی افسوس یہی	اور وہاں سے بند اپنا آنا جانا ہو گیا
دیکھ کر وہ پنجہ شانے نہیں تیر لفا ہی شک	کیوں نہ اپنا ہی دل صد چاک شانا ہو گیا
آب و دانہ گر نہیں کنج قفس میں کیا ہوا	اشک و لخت دل ہی ہمکو آب و دانا ہو گیا
چومتے ہیں ہم جو آنکھوں سے صنم پاپوش لیے	سنگ اسود تیر اسنگ آستانا ہو گیا
تجھ سے اے جان جہان کی جیسی بیٹھے تو اشتیاق	کیا کہوں دشمن مرا سارا زمانا ہو گیا

قصۂ فرہاد و مجنون سے زیادہ اے ظفر
در دو عالم عشق کا اپنے فسانا ہو گیا

ردیف باے موحدہ جلد اول

نیست از انجم شب تاب چراغان شب	مگر از خندہ نمایان شدہ دندان شب
شب ہم از کاکل مشکین تو سودا دارد	کہ شد از کاہکشان چاک گریبان شب
دل ز شوق رخ و زلف تو چنان گشت حزین	کہ نہ سامان سحر ماند و نہ سامان شب
زلف شبرنگ بر رخسار تو پیچیدہ بروز	صبح عشاق سیہ بخت بدامان شب

صبح ہجرش ظفر آمد دل زار و سیاہ
بود در منزل آن ماہ کہ مہمان شب

کیا ہم سے کیا نباہ کیا خوب	صد آفرین ہیں اونکو واہ کیا خوب
آئے نہ قران پر وہ شب کو	تا صبح دکھائی راہ کیا خوب
ہو غیر کے گھر میں روز جاتے	یان آتے ہو گاہ گاہ کیا خوب

یارب میں داغ کھا کے سرایا تمام شب / جلتا ہوں مثل سرو چراغاں کیا سبب

اے چشم یہ تو چشم نہ تھی تجھ سے مجکو تو / برپا کرے ہے نوح کا طوفان کیا سبب

طفلِ سرشک تو تو مرا نورِ دیدہ ہے / مژگاں کا میری چھوڑ ہے داماں کیا سبب

چاہت سے تھا نہ دل تو کبھی آشنا مرا / پھر کیوں ہے غرق چاہِ زنخداں کیا سبب

پہلو سے جا ظفر کے نہ اوٹھکر تو میری جان / کیوں بیٹھتا نہیں ہے تو اک آن کیا سبب

دل تیرا کسلیے نہوا شوخ و شنگ آب / ورنہ پیارے ہوتے ہیں گیسو یہ سنگ آب

روتی نہیں ہے شمع مرا حال دیکھکر / آتش کا ہوگیا ہی یہ زہرہ تنگ آب

خط سے نہ کم ہو کیونکہ رخِ یار کی چمک / جاتی رہی ہے آئینہ کی زیرِ زنگ آب

یوں خطِ سبز کے ہیں تصور میں اشک سبز / کائی سے جس طرح کہ بدلجائے رنگ آب

عارض پہ تیرے ہو عرق افشاں کبھی جو زلف / پھر جائے یک بیک سرِ ملکِ فرنگ آب

میں تشنہ لب ہوں جام شہادت کا جو ہو / آئی ہے مجکو پیتے ہوئے عار و ننگ آب

مژگاں میں لخت دل ہیں کہاں شیر نیستاں / آتا ہے دیکھو پینے کو بالائے گنگ آب

تو جلد جام حلقۂ جوہر سے دے مجھے / اس ہی آب تیغ سے اسی خانہ جنگ آب

دل کی ظفر ہے بحرِ محبت میں زندگی / یاں لعنی سچ ہی یہ کہ ہے جانِ نہنگ آب

خال نہ سمجھ یہ قطرے ہیں پسینے کے قریب / یا وہ ہیرے ہیں نیلم کے نگینے کے قریب

کیونکہ دل موم کرون اوس بت سنگین دل کا
ہو گئی ہے مری فریاد جگر سے غائب

صبر و طاقت ہوئی یون دل سے مرے گم جیسے
گھر کے آرام کا اسباب ہو گھر سے غائب

نظر عام سے پنہان ہو نہ کیون بندۂ خاص
جو کہ حاضر ہین ادھر ہین وہ ادھر سے غائب

پردہ غفلت کا پڑا دل پہ اسی کے ورنہ
وہ تو اک لحظہ نہین چشم بشر سے غائب

کر گئی دل کو تری چشم پر افسون کافر
طرفۃ العین مین پہلو و نظر سے غائب

ولہ

گر ہو ہر سرمۂ چشم اوسکی خاک در نصیب
سارے ہمچشمون مین اپنے کیون نہو یاور نصیب

زور سے ہوتا ہے کوئی وصل مہ پیکر نصیب
ہون قوی طالع نہ جبتک اور زور آور نصیب

سچھو تجھ سے نصیبون کو تو اپنے کوہکن
ہوگا اس خارا شگافی سے تجھے پتھر نصیب

ہو وے حق مین تشنہ کام کے وہ آب زندگی
ہاتھ سے تیرے جو ہو آب دم خنجر نصیب

جام جم کی اوسکی نظرون مین کیفیت ہے
ہووے چشم مست ساقی سے جسے ساغر نصیب

آپ کو پہونچائین وہانتک اسمین ہو ہوئی ہو تو ہو
آج ہم بھی آزمائین اے دل مضطر نصیب

وہ رہا جبتک ہر صورت رہا حیرت زدہ
صورت آئینہ یہان جسکو ہوا جوہر نصیب

خاک ہو کر بھی گئی گردش نصیبون کی نہ آہ
خاک کو اپنی بگولے مین ہوا چکر نصیب

جسکی آنکھون کو نہ تیری خواہش دیدار ہو
اوسکو دیدار خدا ہووے نہ ایسی کافر نصیب

ست اوٹھا آسودگان خاک کو ہی روز حشر
اک ذرا راحت ہوئی ہے انکو بسر نصیب

آتے آتے اولٹے میرے در سے پھر جاتے وہ کیون
اے ظفر برگشتہ ہو جاتے نہ میرے گر نصیب

زیر محراب دو ابرو وہ ہیں آنکھیں بدمست	آئے مسجد میں ہیں کیوں پیکے یہ میخوار شراب
ہم نشین خوب تھا گر کیونکہ تنہائی میں	تو پیے ہوکے جو ہم صحبت اغیار شراب
تا نہ مستی کے نہ کوئی پوچھے کوئی مفلس سے	پیتے اس لطف سے ہیں کہ ہیں ہیکو زردار شراب
میکشی کا ہے یہی بزم محبت میں مزا	دل عاشق ہو کباب اور لب یار شراب
دین عرق کھینچ کے کیتنے ہی صحت ہو ویسے	پیے جب تک نہ تری چشم کا بیمار شراب
گر کے ہاتھوں سے مرے جام بلا تو ٹوٹا	پر گرے پاؤں سے گر کر نہ گنہگار شراب
چشم ساقی ہمکو کرشمہ سے عجب کیا کہ پئے	زاہدا گوشہ نشین بھی سر بازار شراب

بات دل کی کہی اوس بت عیار سے ایک
اے ظفر ہمنے پلا لی اوسے سو بار شراب

ردیف بای موحدہ جلد دوم

جہان تجھ دل لگی باہم گر دونونکی دو جانب	لگی ہے دل ہی دل میں ان چھر دونونکی دو جانب
نہ ملے تھے وہ ابھی ہو گئیں پر شب جایاں آنکھیں	رہی اک ٹکٹکی وہ دو پہر دونونکی دو جانب
اوٹھا تا کیوں ہے رخساروں سے تو زلفونکو یہ تیری	حفاظت کے لیے اے سیمبر دونونکی دو جانب
مرا دل اور جگر موڑے نہ منہ تیغ دو ابرو سے	وہ میںے لوٹیاں گر کاٹکر دونونکی دو جانب
نہ مرتا کوہ میں فرہاد اور نے دشت میں مجنون	نہ لیجاتی اجل دونونکو گر دونونکی دو جانب
وہ دیکھے آئینہ اور ہم اوسے یہ کیا تماشا ہے	کہ ہے اک جلوہ منظور نظر دونونکی دو جانب
نہ جلائے بتکدہ کو برہمن نہ شیخ کعبے کو	محبت گر ہووے اسیر دونونکی دو جانب

ایکدن وہ تھا کہ تم پوچھتے تھے ہمسے قریب
جام می دیکے ہمین کہتے ہو لو ساغر جم

جان کر یار سیہ بوسہ نہ لینے پائے
غیر کیا دیگا فریب آن کے لاحول و لا

پوچھا محرم مین ہے کیا کہتے ہو کچھ ہے تمھین کیا
اب لگے آپ ہین دینے ہمین سو دم سی فریب

بار اب دینے لگے آپ بھی جم جم سے فریب
کھا گئے شب کو ہم اوس طرۂ پر خم سے فریب

بھاگ گیے ہے صورت شیطان اس آدم سی فریب
وا پھر ٹے آپ بھی کرنے لگے محرم سی فریب

کوئی کیسا ہی فریبندۂ عالم ہے ظفر
اوسکا چلتا نہین تجھپر کسی عالم سے فریب

ردیف بای موحدہ جلد سوم

ہمارا اور عالم ہمکو اس عالم سے کیا مطلب
کسی سے کیا غرض ہمکو کسیکو ہم سے کیا مطلب

تماشے سب جہاں کے ہمنے دیکھے ساغر می مین
قسم آنکھونکی ساقی ہمکو جام جم سے کیا مطلب

جراحت مین ہے مرکچھ یون مرحمین پسیکر پھر
کہ ہے یہ زخم عاشق کا اسے مرہم سی کیا مطلب

عرق آلودہ عارض ہیر دیکھون اے گلستان
مجھے کیا کام گلشن سے گل و شبنم سی کیا مطلب

سیہ بختی سے اپنی اس بلا کے پیچ مین آیا
وگرنہ دل کو ہے زلف خم در خم سی کیا مطلب

جو یہ سمجھے کہ ملتا ہے وہی جو کچھ ہے قسمت مین
رہا اونکو ظفر پھر فکر بیش و کم سی کیا مطلب

ردیف بای موحدہ جلد چہارم

کبھی جو بھیجتے بھی ہین وہ مد تو نہین جواب
تو لکھتے ہین مرے خط کا شکایتون نہین جواب

ردیف بای فارسی جلد اول

جو ہمکو دو حرف ہو گئے لکھتے تو پہروں تم دل مین سوچتے ہو
یہ کیا کہ غیروں کو خط یہ خط ہے ہمیشہ صاحب رقم چھپا چھپ
نفس کی ہے جو کہ آمد و شد لغو ہے کر اسکی غافل
کہ دیکھے طے ہو رہی ہے کیونکر رہ وجود و عدم چھپا چھپ
خدا بچاوے کہ ان لٹیروں کو یاد لب جھپٹ اس بلا کی
کہ لے ہی جاتے ہین دین و ایمان کو لوٹ کر یہ صنم چھپا چھپ
نہ ہے نصیب اونکے عاشقوں کے کہ بے تامل رہ وفا مین
اوڑا دی سر ایک دم مین سب کے وہ لیکے تیغ دو دم چھپا چھپ
ظفر ہزار آفرین و تحسین کہ وہ کیا خوب اس غزل مین
لکھے ہین اشعار عاشقانہ اوٹھا کے تو نے قلم چھپا چھپ

ردیف بای فارسی جلد چہارم

جانتے ہین جب سے ہمکو اپنے خوش پسندون مین آپ
ہم نہیں بندہ اگرچہ گنتے ہین بندون مین آپ
حضرت دل دیکھیے کیا مزرع دل کا ہو رنگ
کشتکاری محبت کے ہین کارندون مین آپ
ہو ہے وکس لطف سے خدمتگزاری آپکی
شیخ جی تشریف فرما ہون اگر رندون مین آپ
مطرب دل کو سرود غم تو کرنے دو شروع
نالہ و فریاد ملجا ٹھینگے سازندون مین آپ
ہو ہے ادہر مین [illegible] طرق
جاؤ گے پہروان جہان تھے پہلی پابندون مین آپ
یار کے پائے نگارین کا ظفر لکھتے ہو وصف
ہین عجب مضمون رنگین کے نگار ندون مین آپ

نہ اگر تو دکھائے گا صورت
دیکھے ہوگی اپنی کیا صورت

جب کہا مین نے مین موا تو کہا
مرنے والون کی دیکھنا صورت

گرچہ یوسف تھا خوب صورت پر
تیری اوس سے بھی ہے سوا صورت

مثل آئینہ عاشق حیران
چپکے چپکے ہے تک رہا صورت

آئینہ خانہ زمانہ مین
ہے ہر اک اپنا آشنا صورت

درپے قتل ہے مرے قاتل
دیکھیے سب ہین آشنا صورت

اور بھی آتی ہے ہنسی اوسکو
مین جو رونے کی لون بنا صورت

اے ظفر مجکو اوس صنم کے سوا
ندکھاوے کوئی خدا صورت

مست سب جان گئے ساقی مخمور کی بات
سوجھتی ہے تجھی نشے مین ہی بہت دور کی بات

دار کھینچو دیا قتل کرو جیسے تم
حق یہ ستو ہی پر ایک ہے منصور کی بات

چارہ گر جان چکے ہو کہ نہو گا چنگا
مجھ سے کیا پوچھتے ہو زخم کے انگور کی بات

ناتوانی سے یہ احوال ہوا ہے اب تو
کہ سنائی نہین دیتی ترے رنجور کی بات

پیارا پیارا ترا جیسا کہ ہے انداز کلام
کہہ پریکا ہے سخن ایسا نہ ہی حور کی بات

سیمبر آتا نہین بر مین عزیزو بے زر
مجھ مین مقدور نہین یہ تو ہی مقدور کی بات

دولت حسن کا ہے جب ظفر اوسکو غرور
خالی از غرہ نہین کچھ بت مغرور کی بات

خلق کے دل میں اثر کیونکر نہ کرے تیر سخن
سچ ہے واللہ ظفر ہے تری تاثیر کی بات

ردیف تاے فوقانی جلد دوم

خواہ ہو جمعی کی اور خواہ ہو اتوار کی رات
کٹے مشکل سے ہی ظالم ترے بیمار کی رات

ندیا سونے خلش نے ترے مژگان کی مجھے
نشتر خار تھے بستر میں جگہ تار کی رات

تار اشکوں کا جو باندھا تھا مری آنکھوں نے
ہر شرہ ایک لڑی تھی گہر شہوار کی رات

کس مصیبت سے بسر ہوتی ہے ہمسے پوچھو
حشر کا دن ہے ہمیں فرقت دلدار کی رات

ہے کہاں خواب کہ وہ خواب میں دیکھیں تجکو
کٹی آنکھوں میں ہے حسرت کش دیدار کی رات

گذری اسطرح سے غفلت میں جوانی اپنی
جیسے مستی میں گذر جاتی ہے میخوار کی رات

روشنی ماہ کی ہو گرد اگر دکھلائے
اے ظفر تاب اپنے وہ رخسار کی رات

پسند طبع جو ہو میری اک جہان کو بات
نہ بھائے وہ کبھی اوس شوخ بدگمان کو بات

لگی ہے کان ملاحت جو زلف تری کان
کہے ہے کیا وہ خدا جانے لگ کے کان کو بات

دکھا نہ رنج مجھے اپنی تو جدائی کے
نکالی اور کوئی میرے امتحان کو بات

کہا یہ لیلی محمل نشین نے مجنوں سے
کہ راز کی نہو معلوم ساربان کو بات

سنی نہ بات کوئی اوس سے ہمنے جز دشنام
یہی اک آئی ہے اوس شوخ بدگمان کو بات

کہے تو کیا کہے عاشق کہ بھول جاتا ہے
وہ دیکھتے ہی تمہاری ادا و آن کو بات

ردیف تاے فوقانی جلد سوم

دُرِ دندان سے ترے نسبت اوسے مضمون کیا رشکِ گل
گو وہان غنچہ مین ہون گو شبنم کے دانت

عشق اوس آہو نگہ کا ہے قوی دست اسقدر
مارے گر منہ پر طمانچہ جھڑ پڑین ضیغم کے دانت

اس فلک کو دشمنِ عالم وہین کیونکر کہون
پیستا ہے یہ ہمیشہ سر پر اک عالم کے دانت

کانکے بالے کہے موتی اور الجھے بالو نہین
ہین لیے وسما سیاہ زلفِ خم در خم کے دانت

سامنے آئے مرے گر عشق کے میدان مین
کھٹے کر دون ایکدم مین اے ظفر رستم کے دانت

ردیف تای فوقانی جلد چہارم

جواب دے ہے مجھے لو سنو طبیب کی بات
یہ وسکی بات نہین ہے مرے نصیب کی بات

کرین جو ہم تری دوری مین نالہ و فریاد
یہ شور ہو کہ سنائی نہ دے قریب کی بات

سنین شہ کان ملاحت اگر کہین کچھ ہم
لگا کے کان ہمیشہ سنے رقیب کی بات

کرو وہی کہ جو کرنا ہو آپ کو منظور
مگر سنا تو کرو تم کسی غریب کی بات

کلامِ شرف و ارزل مین فرق ہے کہ کہان
صدائے زاغ مین آوازِ عندلیب کی بات

مجھے ہے ڈر کہین ایسا نہو دلِ بیتاب
عدو کے سامنے کہہ بیٹھے کچھ حبیب کی بات

ظفر نبات سے شیرین ترا غرض پائی
جو پہلے تلخ سمجھتے تھے ہم ادیب کی بات

گو نظر بازی مین طاق اے ہمنشین دیکھے بہت
پر ہنر مند دیکھے کم اور عیب مین دیکھے بہت

سیرِ داغِ دل پہ دیکھے ناخنِ غم کی خراش
جیسے ہون اوپر کندہ نگین دیکھے بہت

تیری ہی گلی کی خاک تری خاکسار کو
کیونکر نہ میرے قتل کا دین مجکو مژدہ

ہو کاش بعد مرگ بجائی عبیر دوست
دشمن ہین جو مرے وہ ہین تیر مشیر دوست

دشمن ہی کیا ہین چشم حقارت سی دیکھتے
رکھتا ظفر نظر مین ہے ہمکو حقیر دوست

وہ تجھے حق نے دی صنم صورت
ہم تو ترسین جمال کو تیرے
نہین باقی ہے تیری صورت کو
چٹ دمقتا ہے مہر کو تب ولرزہ
رفتگان عدم کی پھرتی ہے
ہوگئے ہین مریض عشق یارو
ہاتھ مانی سلئے اپنے چوم لیے

ہے نہین کوئی تیرا ہم صورت
دیکھے آئینہ دم بدم صورت
بولے اللہ کی قسم صورت
دیکھکر تیری صبحدم صورت
اپنی آنکھون مین دمبدم صورت
دیکھکر چاند سی وہ ہم صورت
کھینچ کر تیری اک قلم صورت

قطعہ

دشت گردی مین کبھی ظفر اپنے
روبرو ہے وہ ہر قدم صورت

بنا جو تجھ سے بنے اپنا کار دست بدست
کہان نصیب کہ گلگشت صحن گلشن مین
بدست پیک صبا اور بدست قاصد اشک
ہلین تھے وحشت مین مجنون سی سو قدم گے

کہ رکھکے بیٹھ نہ غفلت شعار دست بدست
ہمارا تیرا جو ہو گلعذار دست بدست
پہونچتی ہے سب خبر تا بہ یار دست بدست
کہ بھاگے مارکے ہم لاکھ بار دست بدست

ردیف تائی ہندی جلد اول

ردیف تائی ہندی جلد دوم

کاروان عمرما ہردم روان
بے جہالت دولتِ دنیا و دین
ازبرائے ہیچ ہیچ اے دل ہیچ

لیک گرد کاروان ہیچست و ہیچ
در نگاہ عاشقان ہیچست و ہیچ
کین خیال این و آن ہیچست و ہیچ

گرنہ بیند جلوۂ حسنش ظفر
این تماشای جہان ہیچست و ہیچ

دل مرا اولجہا ہے واسطے یار کے بالونکے بیچ
کیا تماشا ہے کہ اک طائر ہے سو جالونکے بیچ

چشم بلبل دیکھ جسکو مایلِ حیرت ہوئی
یہ چمن کے گل بنے ہین تیرے رومالونکے بیچ

جسطرح آتے نظر گرداب مین بھی ہین حباب
یون دکھائی دیتے ہین موتی ترے بالونکے بیچ

روبرو ہوتے ہی دم نکلے ہے نفخِ صور کا
کیا قیامت شور ہے یارب ترے نالونکے بیچ

یان تلک صحرا نوردی سینے کی ہے بعد قیس
ہین غلیدہ سیکڑون کانٹے مرے چھالونکے بیچ

جی جلاتے ہین سدا شعلہ رخان ہر ایک کا
بیٹھ مت اے ناتوان آتش کے پرکالونکے بیچ

دیکھ سیل اشک کو نظرون مین مردم کے کہا
کس طرف سے دوڑ آیا آب ان نالونکے بیچ

لب تلک آتی ہے میرے جب کبھی اک آہ گرم
میں ترکت ہیتی ہے سوزش میرے تبخالونکے بیچ

آپکا چوری سے جانا کھل گیا شاید ظفر
آج چرچا ہو رہا تھا اونکے گھر والونکے بیچ

اوڑگیا گل کا جو یون رنگ گلستان کے بیچ
اے صبا کیا خبر اوڑتی ہے تری کانونکے بیچ

دم میں دم میرے نہین جان نہین جان کے بیچ
زلف کیا کہتی ہے جھک جھک کے تری کانونکے بیچ

ردیف جیم فارسی جلد سوم

ردیف حا رقم جلد سوم

ہو شیفتہ کوئی کسی پہ تو کیا ہوئے باہم اگر ایسے ہوش ربا
کبھی عجز و نیاز اور ناز و ادا نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح

کہا قیس نے مجھ سے ظفر یہ سخن کہ ہے سچ تو یہی اے مشفق من
کوئی دشت جنون مین خراب ہوا نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح

دل ہے مکدر اونکا صفائی ہو کس طرح
تجبت اپنے نارسا ہین رسائی ہو کس طرح

دام بلا ہے زلف مین کچھ بے طرح سے دل
جا کر پھنسا ہے دیکھیے رہائی ہو کس طرح

حسن بتان مین ہووے نہ قدرت کا گر ظہور
معلوم پھر خدا کی خدائی ہو کس طرح

جان دار ہے وصال نہو جب تلک نصیب
جان بر مریض درد جدائی ہو کس طرح

آنکھین لڑائین غیر سے وہ میرے سامنے
میری نہ اون سے روز لڑائی ہو کس طرح

قاتل بغیر ناخن شمشیر کے تری
اس سخت جان کی عقدہ کشائی ہو کس طرح

جسکو بھلا خدا نے بنایا ہے اے ظفر
پھر کیسے اون بھلون سے برائی ہو کس طرح

سوز غم سے پڑا دل کے ہمارے بے طرح
لائیگی گرمی محبت کے شرارے بے طرح

چل بجائے بزم مین تلوار دیکھے ہے جنگجو
کرتا ہے ابرو سے تو اپنے اشارے بے طرح

جنبش مژگان سے کہدے دل ہے بے تاب و توان
کو نہ سے اس شامت کے مار یکو تمہارے بے طرح

جی ڈرے کیونکر نہ میرا اے شب تار فراق
آنکھین دکھلانے لگے مجکو ستارے بے طرح

پارہ پارہ کر کے چھوڑینگے کتان کی طرح
دل کے پیچھے ہین مرے یہ ماہ پارے بے طرح

ردیف خاء معجمہ جلد چہارم

گر اشارا ہو نہ اوس وسمہ ابرو کا تو پھیر
تیغ ماہ نو کیونکر ہو چمکا ئے چرخ

جو طمع سے ہاتھ کھینچے وہی تیرے ہاتھ سے
پاؤن اپنے بستر آرام پہ پھیلائے چرخ

چرخ کی پھیرون سے ڈرتے ہیں آمہ وش
تو جو آوے سیر کے گھر اپنا نہ پاوے چرخ

ہے مزا برسات کا تجھ سے وگرنہ ساقیا
تار بارش سے ہے بہتر اگر برسائے چرخ

چرخ ساغر مین بھری کسکی مے گلرنگ عشق
ہو گیا ہے آب غم سے سبز مینائے چرخ

جب تلک تجکو نکھین دیکھیے اب کیا ہین
آنکھین دکھلائین اسے آفتین دکھلائے چرخ

آنکھ اوس خورشید وش کی پھیر نہ جائے اے ظفر
اسکی کچھ پروا نہین پھرتا ہے گر پھر جائے چرخ

جبکہ ہو تجھ بن مجھے خواب و خور و آرام تلخ
زندگی کیونکر نہو پھر اسے بیخود کام تلخ

اوس شکر لب کی زبانی لگتا ہے شیرین مجھے
ورنہ لگتا ہے ہر اک انسان کو دشنام تلخ

خون دل جو تلخ کامی سے پیا پیتے مدام
ساقیا ایسی کہاں ہوگی مے گلفام تلخ

زہر چشم یار کا کشتہ ہون مین اسے ہمدم
تخل تربت مین لگین پھر کیون بادام تلخ

حرف جانیکا زبان پر لا نا اسے جانان کر
ہے وہ میرے حق مین جیسے موت کا پیغام تلخ

حرف میری تلخ کامی کا جو لیوے ایک بار
صبح سے اوسکی زبان ہو ظفر تا شام تلخ

ردیف خاء معجمہ جلد دوم

عجب طرح کا ہے وزرات آسمان کو چرخ
ہمیشہ چرخ سے ہے اسکی اک جہان کو چرخ

تسخیر کرے کشورِ دل کرشمۂ خوبی
کچھ لکھنی ظفر چاہیے تسخیر کی تاریخ

خون دل سے تیر لکھو اوسکو خط میں جو ہو سرخ
رنگ ہے اے کاتبو ہکا بہ از شنگرف سرخ

حوصلہ گل کا کہان جو نالۂ بلبل سنے
کرتا ہے غصے سے منہ پہلے ہی کم ظرف سرخ

مانگے گرمی میں جو پانی بہر رفع تشنگی
اوسکے عکس و ہو گلگون بیج ہوا آب برف سرخ

گر نہیں ہے سر پہ خون اوسکے کسی بیجرم کا
ہین کلاہِ قاتلِ سفاک کی کیون طرف سرخ

اشک خون سے پاس اپنے ہے زر سرخ و سفید
گرچہ سفید اصراف ہم کرتے ہیں گاہی صرف سرخ

ٹپکے اشکِ سرخ کا قطرہ جو میری چشم سے
اے ظفر ہو جائے اکدم میں آب برف سرخ

ردیف دال مہملہ جلد اول

قدر اے عشق رہے گی تری کیا میرے بعد
کہ تجھے کوئی نہیں پوچھنے کا میرے بعد

زخم پر دل کے گوارا ہے مجھے گو یہ نمک
کون چکھے گا محبت کا مزا میرے بعد

در جاناں سے مری خاک نکلنا برباد
دیکھ جانا نہ اودھر باد صبا میرے بعد

خار صحرائے جنوں تو نہیں اگر تیز رہے
کوئی آئیگا نہیں آبلہ پا میرے بعد

میری دم تک ہی ترا اے دلِ بیمار علاج
کوئی کرنیکا نہیں تیری دوا میرے بعد

اوس ستمگر نے مجھے جرم وفا پر مارا
کوئی لینے کا نہیں نام وفا میرے بعد

اے ظفر کیونکہ محبت کو نہو غم تیرا
کوئی غمخوار محبت نہوا میرے بعد

وہ مری گردش طالع ہے کہ جسکے آگے
ہو گیا کاسۂ گردون وہ بھی چاک پہ گرد

دل پر آبلہ سے گر ہو مقابل تو ہوا
جھاڑ دے خوشۂ انگور کی بس تاک پہ گرد

صرصر حرص و ہوا سے ہے مکدر عالم
اے ظفر سب کے پڑی ہے رخِ ادراک پہ گرد

ردیف دال مہملہ جلد دوم

کیا دہن میں ہیں ترے اے لعل لب دندان سفید
در جگ یاقوت میں گوئی ہین سب یکسان سفید

دیکھے وہ بوندیں پسینے کی ترے رخسار پہ
جس نے دیکھے ہون نہ گل پر قطرۂ باران سفید

تیرہ بختوں کے لیے ہے صاف تیغ آبدار
سر کے بالوں میں ترے یہ رنگ ہے جانان سفید

جوش گریہ سے یہ عالم ہے کہ ہر آنسو کی بوند
ہے کبھی سرخ اور کبھی ہیں سر مژگان سفید

دوست جب دشمن ہوئے اور آشنا نا آشنا
ہو گیا لوہو جان کا ہم نے جانا ہان سفید

اک غضب بجلی سی چمکی شب ترے رخسار پر
دیکھتے ہی ہو گیا روئے مہ تابان سفید

چاہیے دل سے فقیری اسپہ کیا موقوف ہے
اے ظفر رنگین ہو یا ہو جامۂ انسان سفید

ردیف دال مہملہ جلد چہارم

یار سے عیارگی ہے گرچہ یاری سے بعید
پر نہیں ہے مہربان عادت تمہاری سے بعید

کیا کرے گر شمع پر جان اپنی پروانہ ندے
اس جگہ پر ہے تامل جان نثاری سے بعید

کشتی نہ چرخ گر ہو غرق طوفان بلا
کیا ہے میری چشم تر کی اشکباری سے بعید

تیر نگاہ سے مجھے زخمی تو کر چلے	پھر کھینچتے ہو تیغ میان یک نشد دو شد
جل ہی رہا تھا آتش اندوہ غم مین دل	او ٹھنے لگا جگر سے دھوان یک نشد دو شد
بیٹھے تھے خانقاہ مین ہم بنکے پارسا	پھر یاد آیا دیر مغان یک نشد دو شد

کی دوستی جو اوس بت کافر سے اے ظفر
دشمن ہوا ہے اپنا جہان یک نشد دو شد

ردیف ذال معجمہ جلد اول

کیونکہ خسرو کو لگین اوسکی نہ دشنام لذیذ	جسکا شیرین ہو دلا نام خدا نام لذیذ
تشنہ لب ہے کہ شہادت کے ہین اونکی قاتل	کیونکہ شربت سی ہون آب دم صمصام لذیذ
یہ مزا قند و شکر مین بھی نہین ہے ہرگز	لب شیرین ترے جیسے ہین دلارام لذیذ
یاد چشم بت بدمست نے ہمکو ساقی	وقت مئنوشی کے کیا لگتے ہین بادام لذیذ
لگ کے تو نخل محبت مین دلا ہو پختہ	یعنے ہوتا نہین ہرگز ثمر خام لذیذ
ہے کہان سیب بہی مین بھی حلاوت ایسی	بوسہ جو تیرے ذقن کا ہے گل اندام لذیذ

جو مزہ بادۂ الفت مین ظفر ہے دیکھا
ایسی ہوتی نہین ہرگز مے گلفام لذیذ

چھپایا تو نے ہے کسکو کواڑ مین کاغذ	دھرا ہوا ہے جو پٹ کی دراڑ مین کاغذ
لکھے جو محضر خونین کو کوہکن کے عشق	تو برگ لالہ ہو بھری پہاڑ مین کاغذ
کسیکو لکھتے تھے خط وہ پلنگ پہ بیٹھے	مجھے جو دیکھا چھپایا نواڑ مین کاغذ

ردیف ذال معجمہ جلد دوم

ردیف ذال معجمہ جلد چہارم

خط نہین رُوے مترش پہ ترے پھر نکلا
یہ لا قرآن کی ہے تفسیر کا پیلا کاغذ

سیکڑون نسخے کیے جمع منوس نے مگر
نہ ملا نسخۂ اکسیر کا پیلا کاغذ

زرد ہے جب جرم وفا پر وہ کسیکو تعزیر
دیکھتا ہے مری تعزیر کا پیلا کاغذ

سرنوشت اے ظفر اپنی نہین بدلی جاتی
ہے وہی اک خطِ تقدیر کا پیلا کاغذ

ردیف رای مہملہ جلد اول

خدنگِ عشق ہوا کیا جگر کو توڑ کے پار
یہ تیر وہ ہے کہ جاوے حجر کو توڑ کے پار

ہزارون روزنِ در بند کیجیے گا آپ
نگاہ جاویگی دیوار و در کو توڑ کے پار

اسے نہ آنکھو مین تل سمجھو تم یہ روزنِ در
نظر کا تیر گیا ہے نظر کو توڑ کے پار

اوتر سکا نہین دریائے عشق کو کوئی
چلا ہے کس لیے فرہاد سر کو توڑ کے پار

فلک سے آہ ہماری گذر گئی اس طرح
کہ جیسے تیر کوئی ہو سپر کو توڑ کے پار

کہان ہے اوس لبِ نازک پہ رونگٹونکی نمود
ہوئے ہین خاک سے گلبرگِ تر کو توڑ کے پار

قلق سے تھا شبِ مہتاب مین یہ حال اوس من
ظفر ہوا ہی تھا نالہ قمر کو توڑ کے پار

وقتِ غفلت اور ہے ہنگامِ ہشیاری ہے اور
خواب کی سیر اور ہے اور سیرِ بیداری ہے اور

اے تجلّاے صنم مین صدقے تیری شان کے
تیری شان وحسن مین طرز و ادا داری ہے اور

دردمندانِ محبت کا طبیبو سے علاج
اس طرح سے ہو سکے یارو یہ بیماری ہے اور

پیدا نگاہ کر کہ تجلی حسن یار سب جا ہے آشکار
شعلے سے طور کے نہین کم روشنی مین ہے پر سنگ کا شرر

کیون کعبہ و کنشت مین سر مارتا ہے تو سرگرم جستجو
تو جسکو ڈھونڈھتا ہے چھپا وہ تجھی مین ہے پر تو ہے بیخبر

جوش بہار حسن کسی گل سے لے صبا ہے یہ جنون کا جوش
مصروف اس قدر جگر بیاں دری مین ہے ہر غنچہ ہر سحر

ہے دور جام و صحبت یاران زندہ دل کیفیت حباب
کچھ ہے اگر مزا تو یہی زندگی مین ہے باقی ہے دردسر

اے خود پرست پوچھتا کیا ہے خدا کی راہ ہے وہ بہت قریب
گم کردہ راہ آپ تو اپنی خودی مین ہے اس سے ہے دور تر

صد داغ سوز عشق سے کھا بلکہ صد ہزار ہر داغ دل پہ تو
لذت تجھے نصیب اگر عاشقی مین ہے اے سوختہ جگر

افشائے راز عشق نکر لیکے چپ کی بات پردہ ہی خوب ہے
جی ہی مین اپنے رہنے دے جو کچھ کہ جی مین ہے خاموش اے ظفر

یا تو وہ رکھتے تھے سرگوشی ہمین سے اسقدر
یا لگی ہونے سخن پوشی ہمین سے اسقدر

ہمکو پاس اتنا نہو ہر بات پر پہلو تہی
اور تمھین ننگ ہم آغوشی ہمین سے اسقدر

ہوش مین آؤ ہمین کہتے ہو تم بیہوش ہو
کیون میان دل ہوش بیہوشی ہمین سے اسقدر

ہمارے مہ جبین سینہ کے دیکھے آبلہ تونے
ہوئے جو داغ بردل ہو کے تیرے چاہنے والے

کہان اسطرح کے ہین اختر تابندہ گردون پر
جھلے ہے مورچھل طاؤس ونکی جو زرہ دوزی پہ

ظفر آگے مرے سرسبز ہووے کس طرح کوئی
کرے ہے طنز ہر مصرع مراب سرو موزون پہ

کرون مین گریہ اگر اپنی ناتوانی پر
وفا کے بدلے جفا تم کرو ستم ہے یہ
غنیمت آہ سمجھ لے تو وصل گل بلبل
ہمارے رو برو کرتا عجب ہے نوا سنجی
نصیب خفتہ مرے بعد عمر جاگے آج
ہزار حیف کہ بلبل کا صحن گلشن مین
ہنسی کی بات نہین ہے کہ ہر سحر خورشید
کھلی ہے چشم حقیقت جنھونکی مثل حباب

فلک زمین پہ ہو یون جون حباب پانی پر
صد آفرین ہے تمھاری بھی قدردانی پر
نہ پھول باغ مین دو دن کی زندگانی پر
لگے ہین تجکو بھی ہلے مرغ بوستانی پر
جو چشم یار ہے کچھ عین مہربانی پر
نچھوڑا ایک بھی صیاد نے نشانی پر
نثار ہے تری دستار زعفرانی پر
وہ باندھتے نہین تکیہ جہان فانی پر

ظفر ہم اپنے ہی قصّے مین ہینگے آلودہ
خیال کسکے بھلا رکھین اب کہانی پر

بلا سے گر کوئی دنیا مین ہو خفا ہمکو
چمن مین صحبت بلبل سے گل تو خندان ہے
نہین ہے گلشن عالم شگفتگی کی جا

پر آشنا سے ہو یارب نہ آشنا ہمکو
الٰہی مجھ سے مرا کیون ہے دلربا ہمکو
برنگ غنچۂ تصویر ہین سدا ہمکو

کب تلک تیری جدائی مین رکھون | ابرو کے مانند رنگین اشکبار

اے ظفر اوس سے کوئی کہتا نہین
جا کے اتنا بھی کہ سن او گلعذار

ردیف رای تمام جلد دوم

دفور گریہ نے چشم پر آب کے اندر | دکھایا ہمکو سمندر حباب کے اندر
نگاہ مست مین ساقی کی جو ہے کیفیت | بھلا کہان ہے وہ مستی شراب کے اندر
برنگ شعلۂ فانوس ہو نہ پوشیدہ | تمھارا عارض روشن نقاب کے اندر
ذرا بچشم حقیقت ہو گرم نظارہ | وہی ہے ذرے مین جو آفتاب کے اندر
اگرچہ صاف ہے دل سادہ لوح سینہ مین | جو دیکھا ہمنے نہ دیکھا کتاب کے اندر
کہان ہے سینے مین پیکان کہ وہ تو بیٹھا ہے | چھپا ہوا دل پر اضطراب کے اندر

ہمارے آنسوؤن مین یون ہے رنگ عشق ظفر
کہ جس طرح سے ہو خوشبو گلاب کے اندر

دکھانے لاکھ وہ شاہ و وزیر کا محضر | سند نہ رکھے گا کوئی فقیر کا محضر
بروز حشر دیکھاو یگا یہ دل پر داغ | خدا کے آگے تمھارے اسیر کا محضر
فلک کے صفحہ پہ جون مہر و مہ کی مہرین ہین | نگر یہ ہے کسی روشن ضمیر کا محضر
جگر پہ او سکے نہ تو داغ ہے سمجھ گلگیر | ہوا ہے تجھ پہ شمع منیر کا محضر

ظفر نہین ہے کسی وجہ مورد تقصیر
یہ چاک ہوگا تمھارے مشیر کا محضر

رخصت پرواز گر صیاد تو دیتا ہمین
ہم چمن مین ہو پہنچتے باد سحر سے پیشتر

تھے ہستی مین عدم سے کیون قدم اپنا جو ہم
ہوتے واقف اس مقام پر خطر سے پیشتر

تھے جو خوبان زمانہ اور بھی ہان فتنہ ساز
پر یہ فتنہ تھے کہان اس فتنہ گر سے پیشتر

ضعف سے اوس در پہ اب ہم نقش بر دیوار ہین
سر بہت ٹکرا چکے دیوار و در سے پیشتر

عرصۂ ہستی ہے تنگ اتنا کہ جب چاہین گزر
اک نفس مین ہم گذر جائین شرر سے پیشتر

مارا سر کیون کوہکن نے پتھرون سے عشق مین
تیشہ اوسکو مارنا تھا اپنے سر سے پیشتر

نور تھا خیر البشر کا گو تھا ظاہر مین بشر
حق اگر پوچھو بشر ہی تھا بشر سے پیشتر

جاتے ہین پیش نگاہ یار ہونیکو نثار
پیشتر دل سے جگر اور دل جگر سے پیشتر

دیدۂ مشتاق کا شوق نظارہ دیکھنا
چاہتا ہے مین نکل جاؤن نظر سے پیشتر

پیش آیا آہ جو جو کچھ کہ راہ عشق مین
کہدیا تھا ہمدمون ہمنے ظفر سے پیشتر

ردیف رای مہملہ جلد سوم

تمھاری گالیان کھاتا ہون مین بوسے کے لالچ پر
کہونگا سچ یقین ہو یا نہو تمکو مری سچ پر

مری اک بات سے بھی تم تو رکتے ہو خدا جانے
لگے ہے آپکا دل کس طرح اورونکی کچ کچ پر

کھچے کیا کچھ بھرے ہین عشق نے دل مین غم و حسرت
نہین بڑھتی ہے نیت سیر دل کی اس کھچا کھچ پر

سفارش لاکھ ہیچ گر کرے کوئی نہین سنتا
وہ ظالم جبکہ آجاتا ہے اپنی بات کی پچ پر

کہا سب نے مرے دل کو کہ پیچ و تاب گیسو سے
بچا ہرگز نہ یہ شامت کا مارا اتنے پیچ پر

عکس جو لیوے صراحی شراب ناب کی توڑ
تو دیکھیں مست بھی گردن وہیں رباب کی توڑ

اوٹھینگے ابر جو ساقی تو نہیں کیفیت
تو ڈھیے دین کہیں توبہ ہم شراب کی توڑ

سوال بوسہ پہ دیگر جواب تو رٹے تو
نہ خاطر اے صنم اس خانہ خراب کی توڑ

چمن میں اوس تن نازک سے گر مقابل ہے
تو پتیاں ابھی چٹکیں گل گلاب کی توڑ

غموں کی اتنی گرانباریوں سے اے گردون
کمر نہ میری دل گرم اضطراب کی توڑ

نڈال میکدے میں دیکھ محتسب اندھیر
ذرا خدا سے تو ڈر خم شراب آفتاب کی توڑ

سکھے ہے فکر مری وہ بلند پروازی
کہ وے اک آن میں ہمت ظفر عقاب کی توڑ

ردیف زای معجمہ جلد اول

بشر کو کیوں نہو درپیش یان نشیب و فراز
کہ دم کے ساتھ ہے ہر دم یہان نشیب و فراز

فلک عروج و تنزل سے اک زمانے کو
دکھاتی ہے روش نردبان نشیب و فراز

کیے ہی جاتی ہے راہ فنا کو طے ہر دم
سمجھیے کچھ نہیں عمر روان نشیب و فراز

حضیض و اوج میں سیار ہیں ستارے بھی
دکھاتا کسکو نہیں آسمان نشیب و فراز

کہوں بگولے کو کیا خاک میں بیابان گرد
کہ میری طرح سے دیکھے کہان نشیب و فراز

دکھائے ہے سر عاشق کو قاتل سفاک
ز بیر تیغ و بنوک سنان نشیب و فراز

کسیکو پست کرے ہے فلک کسیکو بلند
کہ اس ہنڈولے میں ہے ہر زمان نشیب و فراز

ہمیں ہے راہ محبت میں ہر زمان درپیش
برنگ گرد رہ کاروان نشیب و فراز

رنگ پان و فوق دندان مسی زیب ہوا
مئے کو لب سے یہ سرخی ہے سیاہی آمیز

تیری قمر گان کی پلٹن مین جوان سب یکذات
قوم کا اور نہیں ہمین سیاہی آمیز

کسکا پھرتا ہے مری آنکھوں مین دھانی جوڑا
ہو گیا رنگ جواب اشک کا کاہی آمیز

کبھی انکار تعشق سے کبھی ہے اقرار
اے ظفر کرتا ہے باتین دل واہی آمیز

سنگ سرمہ نے کیا یون نگہ یار کو تیز
جسطرح سنگ فسان کرتا ہے تلوار کو تیز

تن برہنہ ترا وحشی جو سر دشت آئے
نوک پر باد صبا خار سے ہر خار کو تیز

گل اوسے دیکھ کے دیوانہ ہوا ہی قصدا
بلبلین کیون نکرین نشتر منقار کو تیز

نوک سر کی نہین کچھ مہمیز کے کم
پھر کیا توسن وحشت کی جو رفتار کو تیز

نگہ یار غضب ناک دوا دل کی نہو
کہ دوا دیجے نہ اسطرح کی بیمار کو تیز

قیمت ہم نگہ دیتے ہین عاشق دو جہان
کر دیا عشق نے یہ حسن کے بازار کو تیز

اے ظفر دیکھیے کیا ہو کہ وہ سفاک جہان
آج پھر دیکھتا ہے اپنے گرفتار کو تیز

اگرچہ منزل رشک قمر ہے دور و دراز
پہونچنا اپنا بھی یک نظر ہے دور و دراز

خدنگ نالے سے کہدو کہ و نہ کوتاہی
کہ عرصہ دل سے نہین تا جگر ہے دور و دراز

پہونچتے ہین کہین مر مر کے تا منزل
عزیز و راہ عدم اس قدر ہے دور و دراز

نہ روک تو ہمین جانے دے تجکو کیا ناصح
بلا سے راہ محبت اگر ہے دور و دراز

ردیف سین مہملہ جلد اول

تا حق زبان شمع نہ گلگیر کاٹتا	کرلی نہ وہ زبان جو سرِ انجمن دراز
بارے کیا وہ تیشۂ حسرت نے مختصر	تھا جو کہ قصہ عشق کا اے کوہکن دراز
مارے ہے بیزبان دہنِ خم لافِ عشق	یہ تو زبان دراز نہیں ہے دہن دراز
تشبیہ وسکو دون قدِ موزون سے کیا ترے	اے رشکِ گل ہے قامتِ سروِ چمن دراز

جانے دے تو نہ چھیڑ ظفر ذکرِ زلفِ یار
ہو جائے گا زیادہ وگرنہ سخن دراز

ردیف زای معجمہ جلد چہارم

جس طرح کھینچے ہے دل سے آہ [illegible] تیز	اس طرح نکلے کمانِ سخت سے کب تیر تیز
سوزشِ دل نے جلا کر مجکو خاکستر کیا	کر دیا اس آگ کو تو نے تو اے تقدیر تیز
کند کر دل کو نہ وقتِ ذبح اپنے صید کے	کر لے تو اپنی چھری ظالم دمِ تکبیر تیز
پھر لگے کاغذ کے گھوڑے دوڑنے چاروں طرف	پھر لگی ہونے وہاں تحریر پر تحریر تیز
روبرو اوسکے ہے تیری زبان میں کیا مجال	کر رہے ہیں بیٹھے بیٹھے ہم یہیں تقریر تیز
قتل کرنا کسکا ٹھہرا دیکھیے مدِ نظر	اوس نگہ نے سنگِ سرمہ پہ جو کی شمشیر تیز

جتنی تصویریں مرقع میں ہیں عالم کے ظفر
سب سے ہے اوس عالمِ تصویر کی تصویر تیز

ہے کا یہ دمِ واپسیں نشیب و فراز	کہ دم کے ساتھ ہے اے ہمنشین نشیب و فراز
سمجھتا آپ کو اونچا ہے اور کو نیچا	کھلے گا تجھکو یہ زیرِ زمین نشیب و فراز

گل پہ جو بھونرا ہو تو کچھ ڈر نہیں
دیکھ ہے داغ جگر میرے دل زار کے پاس

منکشف کیوں نہو آتا ہے محبت تجھ پہ
قہر عاشق کی ہے ظالم تری دیوار کے پاس

حلقۂ زلف اوس ابرو کے نہو کیونکہ قریب
رکھنی قاتل کو سپر چاہیے تلوار کے پاس

سوزش عشق میں دل کیوں نہو بیتاب ظفر
جانے دیتا نہیں کوئی مجھے اوس یار کے پاس

آبلہ پیدا ہوا داغ دل مضطر کے پاس
چاہیے تھا واقعی شیشہ بھی ہاں ساغر کے پاس

زلف آشفتہ نہیں خال رخ دلبر کے پاس
شاخ سنبل باغ میں ظرف ہے نیلوفر کے پاس

جب سے دل کے متصل رکھتا ہوں میں تصویر یار
اور ہی صورت کا جلوہ ہے خدا کے گھر کے پاس

دل عبث ہمنے دیا ہے اے بت کافر تجھے
لعل کی کیا قدر ہو جب تجھ سے بے جوہر کے پاس

میں تو سایہ سے بھی اوسکے مانگتا ہوں الحذر
ہو جو دیوانہ سو جاوے اوس پری پیکر کے پاس

ابر کی کیفیتیں جانی ہمیں بھاتی نہیں
بادۂ گلگوں ہے شیشہ رکھدے ساقی بھر کے پاس

زلف کے کشتہ کا تیرے ہی جہاں مدفن ہو وان
جا نہیں سکتا کبھی کالا بھی مار اژدر کے پاس

آفریں تجھکو ظفر ہو کیوں نہ شاگرد نصیر
اس غزل کو جا کے پڑھ ہر ایک دستور کے پاس

خموش کیوں نہو مرغ فلک و باغ قفس
ہزار حیف کہ ہو ہمصفیر زاغ قفس

قفس کے چاک میں گل رکھکے مت دکھا صیاد
کہ ہر بلبل شیدا ہے یہ چراغ قفس

قفس سے چھوٹکے پہونچوں اگر چمن کی طرف
برنگ لالہ ہے دل پر وہاں بھی داغ قفس

خاک سے بادہ کشوں کی جو بنے جام و سبو | کیا عدم میں بھی ہمیں میخانۂ ہستی کی ہوا

ہم وہ آوارہ و سرگشتہ ظفر ہیں کہ ہمیں
نہ تو ویرانے کی پروا ہے نہ بستی کی ہوس

ردیف شین معجمہ جلد اول

بھولا نہ تجھے یہ کبھی اس یاد کو شاباش | شاباش ہمارے دل ناشاد کو شاباش
ہر روز ستم تازہ ہے ہر روز نیا ظلم | اے شوخ ستمگر تری ایجاد کو شاباش
گویائی اگر ہووے لب زخم جگر کو | اتنا کہے اوس خنجر بیداد کو شاباش
نازک ہے تو کس کام کا ناصاف ہے گر دل | فولاد بنا آئینہ فولاد کو شاباش
المنۃ للہ کہ ہوئی اتنی تو تاثیر | کہتے ہیں وہ سنکر مری فریاد کو شاباش
یہ قتل کا ہے شوق کہ اوڑ جائے اگر سر | پیدا ہو صدا خلق سے جلاد کو شاباش
مرغ چمن قدس کو اس دام سے کیا کام | پر کھینچ ہی لایا مجھے صیاد کو شاباش
کیا طرز وفا عشق سے سیکھا ہے دل آہ | شاباش تجھے اور تری استاد کو شاباش
مر مر کے ہوئے داخل جنت بنی آدم | پر چھوڑ نہ جائے پدر اولاد کو شاباش
آسان نہیں سنگ پہ سر مار کے مرنا | کیا کام کیا عشق میں فرہاد کو شاباش

ہیں لاکھوں خیالات میں فکر سخن اپنا
تیری ظفر اس طبع خداداد کو شاباش

ہمیشہ باندھے ہیں شام شراب کو آتش | بڑی ہی چھوٹی ہیں کہتی ہیں آب کو آتش

ردیف شین معجمہ جلد دوم

ردیف شین معجمہ جلد سوم

ردیف صاد مہملہ جلد دوم

جو ہجر کی تھی کثرت آفات مین تشویش
تو بھاگ ذرا دیکھ محبت سے کہ اسکی
گذری ہے کوئی لحظہ جو بیفکر تو بیرون
پاتے نہین ہم تو کبھی رندون کو مشوش
جی کیون نہ ڈرے گر دیئے ہو دل جو شکستہ
دل نذر کرون اپنا کہ جان پیشکش اپنی

سب مٹ گئی وہ ایک ملاقات مین تشویش
ہر گام مین اندیشہ ہے ہر بات مین تشویش
دیتا ہے قضا اوسکے مکافات مین تشویش
آتی ہی نہین بزم خرابات مین تشویش
ٹوٹے ہوئے گھر سے تو ہے برسات مین تشویش
ہے مجھکو ترے غم کے مدارات مین تشویش

عقبے کی ظفر چاہیے کچھ فکر تبہ کو
بیہودہ ہے دنیا کی مہمات مین تشویش

ردیف صاد مہملہ جلد اول

بھری تھی ساغر مین رات ساقی نے ایسی خوشبو شراب خالص
نہ اوسکو پہونچے ہے مشک خالص نہ اوسکو پہونچے گلاب خالص
اس آرزو مین کہ اوسکے پانون کے چھلے کوئی مجھے بتاوے
ادھر تو ہے سیم ماہ خالص ادھر زر آفتاب خالص
حلاوت اوس شیرین لعل لب کی نہ پوچھ بوسے کی ہے یہ شیرین
کہ جو کوئی انگبین خالص کو گھولدے لیکے آب خالص
دل شکستہ درست میرا نہووے کیونکر کہ ہاتھ آئے
تمھارے بوسے سے خال مشکین کی مومیائی شتاب خالص

جو ہم او دشمن جان پیہ کہ چارے نفرت تو چارے خالص
نگر کسے ہے کب پہ دم دو ہے اوسیکا دوست
برابر ہے ہم ایک یار سے اخلاص
اور سے ہم ارسے الفت ہم ارسے اخلاص
نہین ہے ایک ادمی گلعذار سے اخلاص
ملا نا خاک مین ہے مرد و ستدار سے خلاص
بڑھایا تم نے جو اس خاکسار سے خلاص
تو بول مجھ سے تو ناصح کہ مین ہون دیوانہ
تو ہوشیار ہے کر ہوشیار سے اخلاص
ہم ایک شخص سے اخلاص ہیں رکھتے تم اسی
مگر نہین اسی تقصیر وار سے اخلاص
بغیر رنج و مصیبت سوا حسرت و یاس
رکھے ہے کون دل بیقرار سے اخلاص

ظالم تری نگہ مین ہے گرہ گیر کا خواص
حق مین ترے شہید کے آب حیات ہے

نسخے مین میر گرتپ غم کے لکھے طبیب
سودائی اوسکا پائے بزنجیر کیا ہے

سمجھے نہ اپنے لایق خدمت وہ شاہ حسن
ہو کیون نہ خاکسار محبت کا دل غنی

رکھتا ہے دل ہمارا بھی نخچیر کا خواص
کیا کم ہے آب خنجر و شمشیر کا خواص

کافور بھی ہو قرص طباشیر کا خواص
رکھتا ہے وہ تو نالۂ زنجیر کا خواص

شاہ جہان کا ہو کہ جہانگیر کا خواص
ہے خاک کوئے یار مین اکسیر کا خواص

رہتی ہے اوس مین یہ گرہ کیا سبب ظفر
کیا اوسمین بھی ہے زلف گرہگیر کا خواص

ردیف ضاد معجمہ جلد اول

لب نکالینگے ترے لعل مین پر اعتراض
ہمنے کی ہے جانکنی اور اوسنے کی خارا کنی

لاکھ پیچ و تاب کھائے موج دریا پر کہان
ہوئے پھر صبح قیامت پر قیامت آشکار

شاخ سنبل سے نکالے شاخسار زلف گر
تا پہ گنبد اگر اک اپنی دود آہ سے

زلف ہی کرتی ہے کیا مشک ختن پر اعتراض
واجبی ہے گر کرین ہم کوہکن پر اعتراض

کر سکے اوس آستین پر شکن پر اعتراض
گر نکالے کچھ مری خاک کفن پر اعتراض

قد ترا کرنے لگے سرو چمن پر اعتراض
لاکھ نکلین خیمۂ چرخ کہن پر اعتراض

آج کس اہل سخن کو ہے قدر مقدور ہے
کر سکے جو لے ظفر تیرے سخن پر اعتراض

ردیف ضاد معجمہ جلد دوم

ردیف ضاد معجمہ جلد سوم

ردیف طای مہملہ جلد اول

ساقیا پہونچے ہے تیری جام سے عالم کو فیض
منہ نہیں ہمکو لگاتا اک نہیں ہے ہم کو فیض

ہوش صاحبدل کبھی محتاج فیض جام جم
بلکہ انکے ساغر دل سے ہو جام جم کو فیض

رکھتی ہے جاری ہمیشہ آنسوؤں سے فیض نہر
دیکھنا منظور ہے کیا میری چشم نم کو فیض

عشق میں ہے بس غنیمت ہمکو غم اور غم کو ہم
پہونچتا ہے غم سے ہمکو فیض جیسی غم کو فیض

ہو تو شاید کچھ تمھارے ہی لب جان بخش سے
ورنہ ہو عیسی سے کیا اس عاشق بیدم کو فیض

عمر بھر کھایا کیے تم حضرت دل پیچ و تاب
کیا اوٹھایا چھیڑ کر اوس کاکل پر خم کو فیض

ہے لنفخت فیہ من روحی سے ظاہر اے ظفر
جو کہ پہونچا خالق کونین سے آدم کو فیض

ردیف ضاد معجمہ جلد چہارم

زلف سے اولجھے یہ کیا اس مبتلا کو ہے غرض
سر پہ لے ناحق بلا کیسی بلا کو ہے غرض

جو ہوا اے شوخ بیمار غم فرقت ترا
نے شفا سے اوسکو نے اوس سے شفا کو ہے غرض

دل مرا ہو رشک سے خون یہ فقط مقصود ہے
ورنہ اوسکے دست و پا سے کیا حنا کو ہے غرض

جان و دل ایمان و دین جو کچھ تھا لینا لے چکا
اب رہی کیا ہے اوسکی اس ادا کو ہے غرض

اے ستمگر اے وفا دشمن ترے بیداد سے
بیوفا کو کیا غرض ہے باوفا کو ہے غرض

امتحان پرسش تیغ نگہ منظور ہے
قتل سے میرے نہیں اوس جفا کو ہے غرض

آشنائی بے غرض ہے کون دنیا میں ظفر
پڑتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہے غرض

زلف کی تار سے ہی رخ پہ کہان یار کے خط
صحن گلزار مین چلتے ہین پر امار کے خط

پہنکر ہار گلے مین جو وہ سویا شب کو
پڑ گئے گردن نازک پہ کئی ہار کے خط

خط تو پکڑا ہی گیا تھا مرا لیکن نکلے
پاس قاصد کے مرے اور بھی دو چار کے خط

خطِ عارض ترا وہ ہے کہ نہو وے ہرگز
روبرو کوئی ترے اس خطِ گلزار کے خط

نامہ بر دیکھیے تقدیر مین لکھا کیا ہی
یار پڑھتا ہے مرا سامنے اغیار کے خط

یاد آئی دمِ تحریر جو وہ زلف دراز
ہو گیا ایک برابر کئی طومار کے خط

کھینچے ہے تارِ شعاعی سے ہمیشہ سرِ خاک
مہر بھی روبرو اوس تابشِ رخسار کے خط

مہرِ نامہ اگر ہو ئین نہ آنکھین قاصد
کیونکہ معلوم ہون حسرت کشِ دیدار کے خط

تیغ ابروسے مین جانباز ظفر سینہ سپر
نے اجل پڑتا نہین دھار سے تلوار کے خط

ردیف طای مہملہ جلد دوم

ابھی بھیجے نہ پایا یار ا خط
دیکھ تو بھیجے میرا اسارا خط

لایا قاصد جواب خط ایسا
ہم کو لکھنا پڑا دوبارا خط

تجھکو لکھتے قلم سے نرگس کے
تیرا حسرت کشِ نظارا خط

دل کے مضمون بیقراری سے
اوڑ گیا ایسا جیسے پارا خط

کیا تعویذ ہول دل ہے پنے
لیکے اے دل ربا تمھارا خط

مانگ ہے یا اندھیری رات میں تو
کہکشان کا ہے آشکارا خط

تشبیہ زلف یار کو زنجیر سے نہ دو
کب ایسے پیچ و تاب ہین زنجیر مین غلط

اک حرف بھی تو [illegible] تقدیر مین غلط

کیا دل نے تیر سی [illegible]
کی راہ کو رے زلف گرہگیر مین غلط

پہونچے تری شبیہ کو یوسف کی کیا شبیہ
سب اوسکے خد و خال ہین تصویر مین غلط

باندھے کیا نہ دل کی تسلی کے واسطے
طومار باندھے آہ کی تاثیر مین غلط

ابرو پر اوسکے چین کا عالم ظفر ہے اور
جوہر کہان ہین یہ کسی شمشیر مین غلط

باتین ہزار دن ہین تری تقریر مین غلط
مضمون ہین [illegible] تری تحریر مین غلط

[illegible]

تر نہ کر اشکون سے کاغذ ہر	لکھنے دے اے دیدۂ نمناک خط
تیغ بران سے تری پڑتا نہیں	بے قضا اے قاتل سفاک خط
تو نے کیا لکھا تھا جو رونے لگا	پڑھ کے تیرا عاشق غمناک خط

حاسدون سے ناک مین دم ہے ظفر
دیدو چاقو سے پکڑ کے ناک خط

ہمدمو عشق کی نہ پوچھو شرط	جان دیجے تو کچھ ادا ہو شرط
خو تمھاری نہ جائے گی بدلی	ہمین جو چاہو ہمسے بدلو شرط
اپنی ہمکو رہائی ہے منظور	ورنہ تم اور ہمسے جیتو شرط
دل بیمار کے علاج مین ہے	وصل دلدار اے طبیبو شرط
دل بندھا زلف سے نہیں چھپتا	اسکے چھٹنے پہ تم نہ باندھو شرط
یون کسیکو ہے کون دیتا دل	دلبری بھی ہے دلربا کو شرط

اسکا دشوار ہے بجا لانا
ہے محبت کی اے ظفر جو شرط

ردیف ظای معجمہ

یون ہلے جنبش ابرو سے ترے دل مضبوط	جیسے بھونچال سے جاتا ہے مکان ہل مضبوط
پایداری نہیں ہستی کو کہ ہے سست بنا	یان محل اپنے بناتے ہین یہ غافل مضبوط
دل کے کچھ نہیں ہم جان تلک دیتے ہین اپنی	گر ہے قول پہ یہ حور شمائل مضبوط
ہمنشین باتین بناتے ہین ہزار دن آن	لیکن اک بات یہ ہو جاتی ہے مشکل مضبوط

[illegible]

ردیف طا

دل عاشق جو ہے [illegible] خال خط
[illegible]

اسی دل

اس دل بیمار کو لیجاؤں یارب کس کے پاس
ہوگیا عالم مین خوبانِ مسیحا دم کا قحط

کوئی غنچہ بھی شگفتہ اس گلستان مین نہین
ہوگیا ازبسکہ دل کا خوش و خرم کا قحط

دیکھ خوبی اپنی دلرشیون کی قسمت کی کہ یان
ہے سما مرہم و نمک کا اور ہے مرہم کا قحط

کہتے ہین محبوس ہوکے اپنے دل مین ہے درد مند
قحط و رمانے بلا سے پر نہین ہے سم کا قحط

یون تو ہین آدم ہی آدم سب جہان مین اے ظفر
پر جو دیکھا غور سے ہے کام کے آدم کا قحط

شمع سے گلگیر کیا ہو تاج زر کی احتیاط
عشق مین جب نہ اوس سے اپنے سر کی احتیاط

نکلے جو آنسو تصور مین کسی سیپارہ کے
چاہیے آنکھون سے اوس روشن گہر کی احتیاط

خط بچا یا آپ خط کی طرح سے ٹکڑے ہوا
اللہ اللہ رے ہمارے نامہ بر کی احتیاط

سیکڑون محتاط ہوکر دختر رز سے خراب
کھو گئے اس میکدہ مین عمر بھر کی احتیاط

ہم بھڑک کر دام کے صیاد دین ٹکڑے اوڑا
پر ذرا ہمکو ہے اپنے بال و پر کی احتیاط

مرگ عاشق کی خبر جب تک مکرر سن لے
وہ نہ آئے دیکھنا اوس خبر کی احتیاط

اے ظفر سینے مین بھڑکا اپنے شعلہ عشق کا
ہو چکی دل کی حفاظت اور جگر کی احتیاط

ردیف ظائے معجمہ جلد اول

رہیو اے دل تو اب اوس لف رسا سے محفوظ
حق سدا تجھکو رکھے ایسی بلا سے محفوظ

ہین سدا مشق ستم سے سر عشاق قلم
کوئی دیکھا نہ تری تیغ جفا سے محفوظ

دل اوسکی جنبش مژگان سے کیون خدنگ آسا	کہ اس مریض کو ہان چاہیے ہوا کا لحاظ
اوٹھا کے آنکھ نہ دیکھا چمن مین نرگس نے	رہا جو اوسکو تری چشم پر حیا کا لحاظ
ملون مین اپنے کف پا سے اپنی دیدۂ تر	مگر ہے مجھکو ذرا سرخی حنا کا لحاظ
رکھین ہم اوس سے ولا چشم آشنائی کیا	نہ پاس یار کا جسکو نہ آشنا کا لحاظ
نہ توڑ دل کو مرے اے بتان سنگین دل	ڈرو خدا سے کرو خانۂ خدا کا لحاظ

ظفر پلا دے لبے بھر کے ساغر مے ناب
اگر اوٹھانا ہے منظور دلربا کا لحاظ

ردیف ظای معجمہ جلد چہارم

گلی مین یار کی ہمنے رکھا قدم بلحاظ	گئے بھی تو باد ب آگے بھی تو ہم بلحاظ
ہماری شکل نے سب حال کہدیا اوسسے	زبان سے گو نکہا ہمنے دل کا غم بلحاظ
قلم وہ کرتے ہین آپ ہی ہاتھ ای قاصد	اگرچہ کرتے ہین خط اونکو ہم رقم بلحاظ
حیا اوسے حسن مین یوسف نہو سکا جسسے	تو جا چھپا وہ پس پردۂ عدم بلحاظ
مبادا چونک اوٹھے خواب ناز سے وہ گل	چمن مین جائیو اے باد صبحدم بلحاظ
ابھی ڈبوئین رقیبون کے گھر کے گھر لیکن	ہم اونکے آگے نہین ہوتے چشم نم بلحاظ

ظفر نہ کھینچ سکا اوس مو کمر کی جب تصویر
تو سر جھکا کے اوٹھائے نہ مو قلم بلحاظ

ردیف عین مہملہ جلد اول

ردیف عین مهمله جلد دوم

وصل کی تاب نہین کھینچے ہے پروانے کو
کیون ظفر شوق کنا رہ ہوس بوس ہین شمع

کم نہین ہے سوزش داغ دل دلگیر و شمع
کب تصور اوسکا دل مین ہے اور آہِ آتشین
موج اشکِ چشم اے پروانہ کب ہے زیر پا
اوس رخِ پر نور سے روشن ہو کیونکر ماہتاب

بلکہ ہمسر ہے ہمارا نالۂ شبگیر و شمع
ہین یہ فانوس خیالی مین ہم تصویر و شمع
موج سودا ہے اسے باہم مجھ زنجیر و شمع
ایک ہو کیونکر چراغ مہر تنویر و شمع

ہے اجل سر پہ کھڑی یہ جل گئی شب کو ظفر
ایک جا جو ہین ہمین آئی نظر گلگیر و شمع

کس لیے ڈھونڈھین آہ ہم غنچہ و گل چراغ و شمع
یہ دل تنگ و زخم تن و داغ جگر اور آہ گرم
جام و گلابی شراب ساغر چشم مست یار
خاطر تنگ و چاک جیب سوزش سینہ و جگر

تو ہی نظر مین ہے صنم غنچہ و گل چراغ و شمع
پاس ہین اپنے دمبدم غنچہ و گل چراغ و شمع
بزم مین اپنی ہین ہم غنچہ و گل چراغ و شمع
ہین یہ بہار بزم غم غنچہ و گل چراغ و شمع

قطرۂ خون و لخت دل مردمک و رقطرہ پر اشک
ہین یہ ظفر بچشم نم غنچہ و گل چراغ و شمع

گرچہ غرق اشک ہے گریے کی شدت مین شمع
کچھ نہو پروا جدائی کی مری اوس یار کو
کون ہے جسکو جلاتا اپنی سوز عشق سے

جلتی ہے بستر بھی لیکن سوزش الفت مین شمع
یون جلی پروانہ کی سوز غم فرقت مین شمع
لیک جلنا ہی لکھا تھا یہ مری قسمت مین شمع

ردیف غین معجمہ جلد اول

تا رکھے دیکھ کے اپنا وہ محبت مین قدم
چارہ گر جائے تعجب نہین گر بنجائے

چاہیے دار بنے راہ مین منصور کی شمع
سوزش عشق سے بنتی مرے ناسور کی شمع

آگے خورشید رخ یار کے کیا کام اسکا
اے ظفر خوب کیا بزم سے گر دور کی شمع

دل مرا لینے کو اسطرح سے دلدار ہون جمع
جیسے اک جنس پہ کتنے ہی خریدار ہون جمع

ہون نہ وہ اک گرہ زلف سے اوسکی ہمسر
اے صبا سیکڑون گر نافۂ تاتار ہون جمع

کشتۂ نرگس مخمور ہون تیرا اے گل
تیرے پہلو مین عجب کیا ہی جو میخوار ہون جمع

دل عشاق ہین یون زلف کے حلقے مین تیری
جس طرح خانۂ زندان مین گرفتار ہون جمع

کیا تماشا ہے جو وہ منہ سے اوٹھا دے برقع
اوسکے جس وقت کہ سب طالب دیدار ہون جمع

جوش گریہ مجھے دیتا نہین اتنی فرصت
کہ مری چشم مین آنسو کبھی دو چار ہون جمع

ناز و انداز و ادا سے تری کیا جان بچے
ایک کے قتل کو جب اتنے ستمگار ہون جمع

شہرت اے یار جو ہو تیری مسیحائی کی
تیرے کوچے مین نہ کیونکر یہ بیمار ہون جمع

اے ظفر کیونکہ ہو جمعیت خاطر اپنی
جب اوس زلف پریشان کے نہ تار ہون جمع

ردیف عین مہملہ جلد چہارم

ہر کام کا اک وقت ہے ہر بات کا موقع
غیر مین نہین حرف و حکایات کا موقع

تم چوری چھپے آؤ کسی طرح یہانتک
گردن کا نہ موقع ہو تو ہو رات کا موقع

ردیف ف جلد اول

کہہ رہا وہ لطا اودھر ہے حسرتا وہ حسرتا	کہہ رہی وہ لطف ادھر ہے وا دریغا وا دریغ

اے ظفر میں کیا کہوں کتنا غمِ شبیہ میں
دل مرا آٹھوں پہر ہے وا دریغا وا دریغ

چاہیے نے شمع مجھکو نے سرِ مدفن چراغ	داغِ دل روشن ہے میرا خاک پر روشن چراغ
جنبشِ دامن سے تیرے اے نسیمِ صبحدم	گل نہیں ہوتا چمن میں گل کا یہ روشن چراغ
یون ایش گان ہے وہ سرخیِ چشم پر حیا	رکھدیا جیسے جلاکر ہو لبِ چلمن چراغ
شب دکھاکر تو رخِ روشن نکر غارتگری	ساتھ اپنے راتکو رکھتے ہین کب رہزن چراغ
وقتِ صحبت یار سے گھر میں اندھیرا چاہیے	روشنی اوس وقت ہی غماز او دشمن چراغ
رات کو چوری سے جھانکا جو ذرا وہ شعلہ رو	تاب رخ سے بنگیا دیوار کا روزن چراغ

شمع سان جلتے ہین سب سوزِ الم سے ہم ظفر
ہے جلاتا گھر میں کسی کے وہ بت پرفن چراغ

ردیف غین معجمہ جلد چہارم

چیچک کا ہے جو کوئی رخِ گلبدن پہ داغ	دیتا ہے ماہ کو بھی وہ چرخِ کہن پہ داغ
کیون داغ تو نہ دے ہمیں ہر روز چیک رو	انجم سے لاکھوں ہین دلِ چرخِ کہن پہ داغ
دھو اپنے دل سے داغِ معاصی جو دھو سکے	گر چاہتا ہے ہو نہ لحد میں کفن پہ داغ
ہر چند عیب سیب پہ ہوتا ہی داغ کا	پر خوشنما مہاسے کا ہے اوس ذقن پہ داغ
دیکھے جو اوسکے دانت مسی میں تو کیا عجب	ہو رشک سے اگر دلِ دُرِ عدن پہ داغ

کہتا ہے کوئی جیم کوئی لام زلف کو
کہتا ہون مین ظفر کہ مسطح ہی کاف زلف

وصل کی ہونے نہین دیتی جو تدبیر حریف
اونکی تقصیر نہین ہے مری تقدیر حریف

دل پہ یون وار کیا تیغ نگہ کا اوسنے
جس طرح کھینچ کے مارے کوئی شمشیر حریف

بسمل ابرو و مژگان ہون کسی قاتل کا
نہ مری تیغ ہے دشمن نہ مرا تیر حریف

دشت وحشت کو ارادہ ہے کہ آباد کرون
کھولدے کاش مری پانؤنکی زنجیر حریف

نامۂ یار کو قاصد سے اوڑا لینگے غیر
دیکھو لے بھاگے ہین کیا نسخۂ اکسیر حریف

دوستی مین تری دشمن ہوئی یہ خلق مری
ہدف تیر بنائین مری تصویر حریف

ہین زنار محبت نہ پھرے زلف سے ہم
ہمکو پروا نہین گر کرتے ہین تکفیر حریف

شمع سان گھتے ہین ہر چند زبان اپنی دراز
اے ظفر دیکھین تو کیا کرتے ہین تقریر حریف

ردیف فا جلد دوم

گر ہے دل دینا خطا کرتے ہیے پیر معاف
پھر نہین ہونیکی ہے اب تو یہ تقصیر معاف

تو اگر قتل سے خوش ہے تو خوشی سے اپنی
خون کرے اپنا تجھے عاشق دلگیر معاف

دل سودا زدہ کو مارتی ہے کوڑے وہ زلف
ورنہ دیوانے کو تو ہوتی ہے تعزیر معاف

دم بسمل نہ سنی منہ سے ترے بسم اللہ
ذبح کرنیمین ہے شاید تری تکبیر معاف

گر حساب ستم و جور یہ ہون حاصل داغ
کیا عجب ہو لی محاسب کو بھی تحریر معاف

جو مجھے کہتی ہین دل اوسکو دیا کیون تو نے | نہین اوس شوخ کی ہم ناز و ادا سے واقف
کر دیا زلف نے کافر تری ہمکو آگاہ | ورنہ ہم آگے نہ تھے دام بلا سے واقف
مین ہون بیمار محبت نکرو میرا علاج | اے طبیبو نہین تم میری دوا سے واقف
واے کس شوخ ستمگر سے لگا دل اپنا | کہ نہ ہے مہر سے وہ آگہ نہ وفا سے واقف

ہنستے کیون گل کی روش باغ جہان مین عاقل
اے ظفر ہوتے اگر ہیان کی ہوا سے واقف

دیکھ کر اوس قاتل سفاک کو خنجر بکف | عاشق سرباز پھرتی ہین ہمیشہ سر بکف
مے کشی کو کون آیا باغ مین اے عندلیب | جو صراحی دربغل غنچہ ہین گل ساغر بکف
ہم بدولت آنسوؤن کے دیکھتے ہین عشق مین | چشم سے اپنی صدف کی طرح سے گوہر بکف
خون کیے تو نے ہزارون پھرتے ہین سب دادخواہ | ہے ترے دست ستم سے اک جہان محضر بکف
ٹپکے دریا مین ترے دلسوز کا گر اشک گرم | ہون حبابون کی جگہ گرداب کے اخگر بکف
آنکھ اوٹھا کر بھی نہین وہ دیکھتے بل بے دماغ | جو کہ نرگس کی طرح رکھتے ہین سیم و زر بکف

دیکھیے قسمت کا لکھا ہوگا اوسدن کیا ظفر
ہووےگا اعمال بد کا اپنے جب دفتر بکف

ہر رقم مین اوسکا انداز رقم ہے مختلف | جو قلم سے اوسکے نکلا ایک قلم ہے مختلف
وہ جو پاس اونکے نہین تھا جسکے باعث اختلاف | کچھ مزاج اونکا بہت آگے سے کم ہے مختلف
روبرو عارض کے تیرے روشنی خورشید کی | صاف مثل نور شمع صبحدم ہے مختلف

لکھیں گے ہم تکلف سے اور کچھ قاصد ‌ کرینگے خط میں رقم اپنے یکقلم تکلیف

مریض عشق کو آرام ایکدم میں ہو ‌ کرے ذرا جو یہاں وہ مسیح دم تکلیف

یہ جان کنی سے بڑا کام مشکل اے فرہاد ‌ کہ اس سے کوہکنی میں کہیں ہے کم تکلیف

مسافران عدم کی خبر خدا جانے ‌ کہ اونکو چین ہے یا جانب عدم تکلیف

مزا ہے کچھ تو مصیبت میں عشق کی ناصح ‌ اوٹھاتے جان پہ جو اسقدر ہیں ہم تکلیف

قدم سنبھلکے رکھو اے دل رہ محبت میں ‌ یہ راہ وہ ہے کہ ہے جسمیں ہر قدم تکلیف

جو دیکھیں بتکدۂ دل میں صورت اون بت کی ‌ کریں نہ شیخ جی صاحب سوے حرم تکلیف

دیا ہے ایسے ستمگر کو دل ظفر ہمنے ‌ کہ جس سے جان کو پہونچی ہے دمبدم تکلیف

ردیف فا جلد چہارم

تجھ بن شراب عیش کے پینے پہ چار حرف ‌ اور اس طرح کے بے مزہ جینے پہ چار حرف

لا ایک حرف شکوہ زبان پر نہ چرخ کا ‌ بھیج اس ستم شعار کمینے پہ چار حرف

جا ہے جواب نامہ قلم بھر کے خون سے تو ‌ دے کھینچ اپنے کشتے کے سینے پہ چار حرف

الفت کی شرح سے ہیں بیاضیں بہت سیاہ ‌ پھیلے ہیں یہ ہزار سفینے پہ چار حرف

جاتے تو ہو رقیب کے کوٹھے پہ تم مگر ‌ سن جاؤ میرے گھر کے بھی زینے پہ چار حرف

ناحق جو کینہ رکھتا ہے تو مجھ سے اے حسود ‌ تف تجھ پہ اور اس تیرے کینے پہ چار حرف

روز ازل سے نام محمد کے اے ظفر ‌ کندہ ہیں اپنے دل کے نگینے پہ چار حرف

نہین ہے درد مجھے اور کچھ سوائے فراق
طبیب تجھ سے اگر ہو تو کر دوائے فراق

بہائے چشم سے دریا بھی وہ تو بجھ نسکے
جگر مین آگ کسی کے اگر لگائے فراق

ترے فراق زدون کی مزار سے تا حشر
عجب نہین کہ یہ نکلے صدا کہ ہائے فراق

فراق مجکو ستاتا ہی ہان فراق کو مین
یون ہین ستاؤن اگر میرے ہاتھ آئے فراق

وصال بھی جو میسر ہوا تو خوش نہوا
غم فراق کے ڈر سے یہ مبتلائے فراق

کیا خدائے جہان آفرین نے یہ پیدا
فراق میرے لیے اور مجھے برائے فراق

ڈرا نہ روز قیامت سے تو مجھے واعظ
کہ مین نے دیکھے ہین کتنے ہی روز ہائے فراق

مزے سے کیا کوئی آگاہ ہو محبت کے
نہ جب تلک کہ ہو دل لذت آشنائے فراق

فراق و فرق مین اک حرف کا ہی فرق ظفر
جہان ہے فرق دلون مین وہین ہے جائے فراق

ہوگا تہ خاک بھی ساتھ جو دل کا قلق
جا کے ہلا دینگے ہم ساتون زمین کے طبق

لعل سی زیب پر اوسکے جو ہی رنگ پان
ہوتی ہین کیا کیا خجل دیکھ کے شام شفق

حال شب غم مرا سب نہین جاتا لکھا
گرچہ سیہ ہوتے ہین دفتر ہزارون ورق

دل کے ہین ٹکڑے نہین یون ہی ہو رہے شغل اشک
جیسے گلستان کا لین طفل دبستان سبق

اسکو خط کہکشان تو نہ سمجھ رات کو
نالے نے میرے کیا سینۂ گردون کو شق

گو نہ زبان سے کہا راز محبت تو کیا
خشک ہے لب چشم تر زرد ہے منہ رنگ فق

لالہ و گل پر ظفر اوس سی پڑ جائگی
دیکھ کے رخسار پر اوسکے بہار عرق

[illegible]

ردیف کاف جلد اول

[illegible]

اے ظفر عشق کی دولت سے ہے دل جنکا غنی
وہ سمجھتے نہین کچھ خاک اور اکسیر مین فرق

ہے عاشقِ دل سوز سراپا شجرِ عشق
پھل جاتا ہے چھونے سے ہو ہر اسکا ثمر عشق

ہوتے نہ اگر قاصدِ اشک اپنے روانہ
یارون کو پہونچتی نہ ہماری خبر عشق

نکلے ہے جو یون داغ بدل خاک سے لالہ
ہے زیر زمین کیا کوئی تفتہ جگر عشق

تھرانے لگے آتش دوزخ تو عجب کیا
دکھلائے شرارت اگر اپنی شرر عشق

کیا فایدہ اشکونکو اگر چشم مین روکا
ہے زردیِ رخسار سے ظاہر اثر عشق

بجلی گرے اے چرخ اگر اوسپہ بلا سے
لیکن نہ پڑے دل پہ کسو کے نظر عشق

ہو گرچہ دماغ اوسکا فلک پر تو بجا ہے
جو آپ کو سمجھے ہے ظفر خاکِ درِ عشق

ردیف قاف جلد چہارم

کھلتا نگاہ سے ہے بت سیمبر کا فرق
کرتا ہے دل کے فرق کو ظاہر نظر کا فرق

سوئے جو نہ میرے پاس وہ بستر پہ رات کو
جبتک کہ درمیان نہو بالشت بھر کا فرق

کوچے مین اونکے مجھکو مکان بھی ملا تو کیا
میرا اور اونکے گھر مین ہے دس بیس گھر کا فرق

جاتا گذر ہے دو مو نے سے اوسکی نگہ کا تیر
مطلق نہین سمجھتا وہ دل اور جگر کا فرق

بلبل ہزار میری طرح سے ہو نالہ کش
میرا اور اوسکے نالہ مین ہوگا اثر کا فرق

آئے بھی میرے پاس تو بیٹھے وہ فرق سے
آیا ہے اونکے دل مین کچھ اب اسقدر کا فرق

[illegible]

خاک کو مسندِ کمخواب سمجھتے ہین فقیر	اور وہ جانتے ہین مسندِ کمخواب کو خاک
صاف دنیا سے ہین دنیا یہ کوئی روشندل	خاک پر لگتی نہین چادرِ مہتاب کو خاک
خاک ہوتا ہو نہین اسپر کہ جھٹک دیوین	گر لگے جاکے مرے دامنِ احباب کو خاک

تابِ ندان سے ظفر اوسکے گرے گر بجلی
کرے اکدم مین جلاکر دُرِ خوش آب کو خاک

لگی ہو اس بت وحشی کے یہ بدن سے خاک	لگائے تیرے اگر جھاڑ پیرہن سے خاک
کہان رہا ہے زر گل خبر تو ہے بلبل	اوڑا کے لیگئی بادِ خزان چمن سے خاک
ہوئے نہ ہم ہین فقط راہِ عشق مین برباد	ہزارون ہوگئے یہان قیس و کوہکن سے خاک
ڈرے جو سوز محبت سے دل مین پروانہ	تو کیا لگائے وہ لو شمع انجمن سے خاک
ہر ایک شخص جو زیرِ فلک مکدر ہے	جھڑی ہے کیا کہین اس خیمۂ کہن سے خاک
بچا نہ خاک سے دامن کہان کرنگا کیا	لگے گی زیرِ زمین جب ترے کفن سے خاک

ظفر ہے تو بھی وہ آتش زبان کہ ہو جلکر
دل حسود تری گرمیِ سخن سے خاک

ردیف کاف جلد دوم

حال اپنا کرے کیا ترا بیمار بیان خاک	دم لینے کی بھی جسمین نہین تاب و توان خاک
نالون سے مرے آب ہوئے سنگ ولیکن	اوسکو نہوا کچھ اثرِ آہ و فغان خاک
جون نقش قدم مل گئے یان خاک مین لاکھون	مٹھا نہ فلک تو نے کسیکا بھی نشان خاک

خاک کو مسندِ کمخواب سمجھتے ہین فقیر
اور وہ جانتے ہین مسندِ کمخواب کو خاک

صاف دنیا سے ہین دنیا یہ کوئی روشندل
خاک پر لگتی نہین چادرِ مہتاب کو خاک

خاک ہوتا ہو نہین آ سیر کہ جھٹک دیوے ہین
گر لگے جاکے مرے دامن احباب کو خاک

تابِ ندان سے ظفر اوسکے گرے گر بجلی
کرے اکدم مین جلا کر دُرِ خوش آب کو خاک

لگی ہے اس ترو حشی کے یہ بدن سے خاک
لگائے تو دے اگر جھاڑ پیرہن سے خاک

کہان رہا ہے زرِ گل خبر تو دے بلبل
اوڑا کے لیگئی بادِ خزان چمن سے خاک

ہوئے نہ ہم ہین فقط راہِ عشق مین برباد
ہزارون ہو گئے یہان قیس کوہکن سے خاک

ڈرے جو سوز محبت سے دل مین پروانہ
تو کیا لگائے وہ لو شمع انجمن سے خاک

ہر ایک شخص جو زیرِ فلک مکدر ہے
جھڑی ہے کیا کہین اس خیمۂ کہن سے خاک

بچا نہ خاک سے دامن کہان کر بگا کیا
لگے گی زیرِ زمین جب ترے کفن سے خاک

ظفر ہے تو بھی وہ آتش زبان کہ ہو جلکر
دل حسود تری گرمی سخن سے خاک

ردیف کاف جلد دوم

حال اپنا کرے کیا ترا بیمار بیان خاک
دم لینے کی بھی دسمین نہین تاب و توان خاک

نالون سے مرے آپ ہوئے سنگ و لیکین
اوسکو نہوا کچھ اثرِ آہ و فغان خاک

جون نقش قدم مل گئے یان خاک مین لاکھون
لکھا نہ فلک تو نے کسیکا بھی نشان خاک

ردیف کاف جلد سوم

خطا داروں کا خط کیا کیجائے نامہ بر وا تک
کہ ہین ستی مین لکھوں گر جلکے خوفِ نظر وا تک

نظر سے دور ہے نظارگاہِ یار کیا کیجے
جہا تک پہونچ سکتی ہی پہونچتی ہے نظر وا تک

جو دل کو راہ ہی دل سے تو کیا مشکل ہے گر پہونچے
ترے دل کی خبر یہا تک ہے مرے دل کی خبر وا تک

زبان پر ہم نہین لائینگے ہرگز حرفِ شکوہ کا
ستم کرنا جہاں تک ہے تجھے منظور کیجو وا تک

رہیگا زور شور ایسا نہ پھر مجنون کا صحرا مین
پہونچ جائیگا گر مجھسا کوئی شوریدہ سر وا تک

قفس سے چھٹکے مرغِ ناتوان کیا جائے گلشن مین
کہ جھڑ پڑتے ہین جاتے جاتے سب بال و پر وا تک

چمن مین نافۂ مشکِ ختن ہو جائے ہر غنچہ
شمیم کاکلِ مشکین ترے پہونچے اگر وا تک

بھلا اتنا تو رو تجھکو اگر منظور ہے رونا
بہا کر اشک لیجائین مجھے اے چشمِ تر وا تک

ہمیشہ حضرتِ ناصح یہی باتیں بناتے ہین
کبھی تشریف لیجاتے نہین ہے اظفر وا تک

میری اور مجنوں کی کیا تصویر ہے دونوں کی ایک
وہی طوق ایک اور وہی زنجیر ہے دونوں کی ایک

برق سے نالے کی میرے کچھ شرارت کم نہین
آتش افروزی مین تو تاثیر ہے دونوں کی ایک

مسجد و بتخانہ سنگ و خشت سے دونوں بنے
فرق کچھ ان مین نہین تعمیر ہے دونوں کی ایک

قیس سے سنیے کہانی میری مجھسے قیس کی
داستان ہے ایک اور تقریر ہے دونوں کی ایک

جو لکھا دشمن نے مجھکو وہی لکھا ہے اسنے
قاصدو کیا یکقلم تحریر ہے دونوں کی ایک

دونوں وہ ناز و ادا دشمن ہین میری جان کی
قتل کرنے مین مرے تدبیر ہے دونوں کی ایک

ردیف کاف جلد اول

پہونچے گو موت کی ہمارے محبت نزدیک
پر نہ پھٹکے وہ کبھی بہرِ عیادت نزدیک

صحبتِ غیر میں کچھ ایسے وہ کھل کھیلے ہیں
کہ نہ ہے اونکے حیا پاس نہ غیرت نزدیک

روز محشر سے بھی یہ رات زیادہ ہو دراز
سمجھ اے دل نہ تو صبحِ شبِ فرقت نزدیک

دور الفت سے نہیں فاتحہ گر جاکے پڑھو
کشتۂ ناز کی ہے آپکے تربت نزدیک

بھاگتے دور ہیں مونس شبِ تنہائی ہیں
کوئی آتا نہیں غیر از غم و حسرت نزدیک

ایسے بیمہر سے کیا چشم مروت ہو مجھے
جسکے پھٹکے نہ کبھی مہر و مروت نزدیک

اے ظفر کفر و نفاق و ستم و فسق و فجور
کیوں نہ بڑھ جائیں کہ آئی ہے قیامت نزدیک

کیا تجھسے حسن میں ہو کوئی اے صنم شریک
پیدا ہوا نہ تیرا خدا کی قسم شریک

اپنا ہوا نہ عشق میں کوئی شریکِ حال
صد آفرین انھیں کہ رہے رنج و غم شریک

انداز و ناز و غمزہ و آن و ادا تری
کرتے ہیں قتل مجھکو یہ ہو کر بہم شریک

کرتا ستم جو روز فلک ہے نئے نئے
کیا جانے کون اسکا ہوا ہے ستم شریک

عاشق ہوئے یوں حضرتِ دل کسنو پہ تم
اس بات میں نہ آپکے ہوونگے ہم شریک

اوس ذاتِ لاشریک کے قربان اے ظفر
جسکا کہ منعدم ہے اوسکی قسم شریک

غزل

کہوں میں داستانِ غم اگر دو دن کی دو دن تک
نہو اک بات بھی پوری ظفر دو دن کی دو دن تک

غصہ بھی کھاتے ہین اور ہم خون دل پیتے ہین نت
ساتھ کھانا انکے جب وان بیٹھکر کھاتے ہین لوگ

کچھ تو ہے اونکو فراہم کبھی ای شیرین دہن
گالیان جو تلخ تیری آنکر کھاتے ہین لوگ

کیون نہ اب ہو وہ مجھسے بیقین وہ بدگمان
چغلیان جا جا کے میری اے ظفر کھاتے ہین لوگ

ردیف گاف جلد دوم

سوزش عشق کی یون ہے دل بیتاب سے لاگ
جس طرح آتش سوزان کی ہو سیماب سے لاگ

آنکھ کس طرح لگے میری کہ تجھ بن ہر شب
خواب کو چشم سے ہے چشم کو ہے خواب سے لاگ

آبرو رکھنی ہے دریا کو گر اپنی منظور
کبھو باندھے نہ مری دیدۂ پرآب سے لاگ

کام مسجد سے مجھے کیا مگر اوس ابرو نے
شوق مین اپنے لگا دی مری محراب سے لاگ

آپ کی زلف کی حلقے سے دل الجھے ہے حسن
اس شناور کو ہے اوس حلقۂ گرداب سے لاگ

دل لگے اور حسین سے نہ مرا تیرے سوا
لگی جب شمع سے پروانے کی مہتاب سے لاگ

جام کوثر کو بھی وہ منہ نہ لگاوے ساقی
جسکے ہو لب کو لگی جام مے ناب سے لاگ

آنکھ اوس رخ سے لگی یون مری جیسے لگجائے
گل خورشید کی خورشید جہانتاب سے لاگ

کی ہے جس ورزش اعدا نے لگاوٹ اوس سے
اے ظفر باندھی ہے اوس شوخ نے احباب سے لاگ

ردیف گاف جلد سوم

آگے تو ہمسے اسقدر تھا نہ کبھو الگ الگ
اب ہوئی ایسی کیا خطا رہتا ہے تو الگ الگ

آج ہی کیا کہ ساقیا بزم مین تیری ہو گئے
شیشہ و خم جدا جدا جام و سبو الگ الگ

چمن مین گل نمط چہرہ ترا دیکھ
جو روئے اشک خون سے بیٹھا ہم

تصدق ہوتے ہین ہر ہر قدم گل
ہوا ایکدست یہ فرش گلم گل

ظفر گلزار کیا لکھی غزل ہے
عجب گلشن ہے تو سب ہین ستم گل

ماتگ اوسکی جبکہ نکلی متصل کاکل کے گل
سر ایس غم سی رکھے کیونکہ نہ وہ گل کلاہ
اشک کے قطرے نہین ہین دامن مژگان کی ساتھ
ہی ہے قرص ماہ تابان ہی ہے قرص آفتاب

نیلوفر کا کب کھلے سہرپاس آ سنبل کی گل
جبکہ غائب ہو نظر سے باغ مین بلبل کے گل
تکتی ہین در پر چمن کے موتیا کی تل کے گل
چرخ مینا فام پر ہین عکس جام مل کے گل

اے ظفر باغ معانی ہے ترا ہر اک سخن
جھڑتی ہین تحسین کے منہ سی طالب آمل کے گل

ردیف لام جلد دوم

واہ کیا زلف بت کی پیر کے حلقہ ہین گول
آسمان پر یہ نہین ہالے مہ و خورشید کے
واسطے عاشق کے ہین گرداب دریا فنا
کہتے ہین چشم و دہن جنکو وہ میرے دھیان مین
ہم ہجوم زخم ہی کو تن پہ سمجھے ہین زرہ
عین شفقت سے بتائے شہسوار انکو رکاب

دیکھ کر جنکو بنے زنجیر کے حلقے ہین گول
دونون اس سقف کہن تعمیر کے حلقے ہین گول
وہ جو اوسکی جوہر شمشیر کے حلقے ہین گول
دام حسن عالم تصویر کے حلقے ہین گول
گول سیدہ زن نہین ہین تیر کے حلقے ہین گول
یہ جو دونون دیدہ نخچیر کے حلقے ہین گول

بے رنگ گل نہین ہوتی شگفتگی دل کو
گھٹا نہ دل کو مرے جام مے پلا ساقی
وفور گریہ ہے اور آہ سرد سوزش دل
ہوا نہ سرخ یہ چہرے کا رنگ زرد و مے
یہ چمن مین کیونکہ نہ زنجیر پا ہو موج نسیم

کہ کس طرح کا اب آیا ہے اے صبا موسم
ہوا ہے اور یہ برسات کا ہی کیا موسم
ہر ایک چیز کا ہے یان جدا جدا موسم
تمھارے عشق مین اپنا ہی ایک سا موسم
بہار کا ابھی یارو نہین گیا موسم

بدل کے قافیہ لکھ دوسری غزل بھی ظفر
بہار باغ سخن کا تو ہے سدا موسم

مر گئے اے واہ اونکی نازبرداری مین ہم
سب یہ روشن ہے ہماری سوزش دل بزم مین
یاد مین ہے تیری دم کے آمد و شد پر خیال
لب ہنسایا گردش گردون نے ہمکو مثل گل
چشم و دل بینا ہین اپنے روز و شب مردمان
دوش پر رخت سفر باندھے ہے کیا غنچہ صبا
لب تلک پہونچے پیری یارب رکھین چشم وفا
دیکھ کر آئینہ کیا کہتا ہے یار واہ وہ شوخ

دل کے ہاتھون سے تیری کیسی گرفتاری مین ہم
شمع سان جلتی ہین اپنی گرم بازاری مین ہم
بیخبر سب سے ہین اس دم کی خبرداری مین ہم
مثل شبنم ہین ہمیشہ گریہ و زاری مین ہم
گرچہ سوتے ہین بظاہر پر ہین بیداری مین ہم
دیکھتے ہین سبکو یان جیسے کہ تیاری مین ہم
لگ رہے ہین اب تو اپنے دل کی غمخواری مین ہم
ماہ سے صد چند بہتر ہین ادا داری مین ہم

اے ظفر لکھ تو غزل بحر و قوافی پھیر کر
خامۂ دُر ریز سے ہین اب گہرباری مین ہم

پھرتے ہین مہر و مہ جو سرگردان	ہے تری جستجو خدا کی قسم
کھول دیتے ہین بھید نالہ و آہ	راز پوشیدہ کو خدا کی قسم
پہونچے منزل پہ ہمسفر او ہم	گئے غفلت مین سو خدا کی قسم
جاؤ غماز کی نہ باتون پہ	ہے وہ بیہودہ گو خدا کی قسم
یہ جو تم دیکھتے ہو غفلت مین	خواب ہے غافلو خدا کی قسم
پھر کیا ذرہ کیا کہ ہے سب مین	جلوۂ یار لو خدا کی قسم
شمع مین ہے وہی تجلّی نور	گل مین ہے وہی بو خدا کی قسم

ظفر اوس سے نکر زیادہ کلام
کہ وہ ہے تند خو خدا کی قسم

نکلین گھر سے اگر تیرے حزینون کے کام	کرین اک روز مین وہ بارہ مہینونکے کام
کام کرنا شرفا کا جو فلک ہوتا شریف	یہ کمینہ ہے جو کرتا ہے کمینونکے کام
طمع و حرص و ہوا نے کیا انسان کو خراب	کہ ہے یہ ساری خرابی انھین تینونکے کام
دولتِ عشق سے ہے سینہ جواہر خانہ	دل کے ٹکڑے مری کرتے ہین نگینونکے کام
کرتا ہے حسن کی پندار سے اب تو جو ستم	کیا یہی ہوتے ہین اے شوخ حسینونکے کام
روش نقش قدم خاک مین ملتے ہین سدا	تیری کوچے مین ہین یہ خاک نشینونکے کام

لے ظفر ایک یہی کام اوسکا قرینہ سے نہو
بے قرینہ کرے گر لاکھ قرینون کے کام

ہاتھ سے قاتل کی کچھ شکوہ نہیں کرتے کبھی
رکھ کے آپ اپنا گلا شمشیر پر شاکر ہیں ہم

تو برا کہہ یا بھلا ہم سے نہو تیرا گلہ
اے ستمگر تیری ہر تقریر پر شاکر ہیں ہم

کرتے کیا کیا شکر کچھ ہوتا جو نالوں میں اثر
جب کہ اپنی آہ بے تاثیر پر شاکر ہیں ہم

لکھا پیشانی کا پیش آتا ہے ہم شاکی نہیں
کاتب تقدیر کی تحریر پر شاکر ہیں ہم

ہم تو ہیں صید محبت تیرے اے ناوک فگن
ذکر یاں شکوہ کا کیا ہر تیر پر شاکر ہیں ہم

ہے ظفر ہمسا جفاکش کون زیر آسمان
ہر جفائے آسمان پیر پر شاکر ہیں ہم

اوس بے وفا سے اسکو چھڑا ہی تو دینگے ہم
دل کو مزا وفا کا چکھا ہی تو دینگے ہم

دل کیا ہے بلکہ جان ہے ایمان و دین تلک
مانگوگے جو بتو بخدا ہی تو دینگے ہم

بیتاب دل رہیگا اگر یونہیں زیر خاک
یکبارگی زمین کو ہلا ہی تو دینگے ہم

قصوں میں یاں کیا نہ تمہیں پر کسی طرح
احوال اپنا اونکو سنا ہی تو دینگے ہم

مژگان اشکبار سے یکبار دیکھنا
ابر سیہ کا زور گھٹا ہی تو دینگے ہم

جو تم ہیں زخم سینہ کے ہوں خشک یا نہیں
پر نالہائے دل سے ہوا ہی تو دینگے ہم

کچھ ہو بلا سے عشق کی بازی یہ اے ظفر
اک روز اپنی جان لگا ہی تو دینگے ہم

جوں بوئے گل رفیق نسیم چمن ہیں ہم
اے ہمدمو وطن میں غریب الوطن ہیں ہم

شیوہ ہے تیرا کوہ کنی اپنا جانکنی
محنت کشوں میں تو ہی کہ اے کوہکن ہیں ہم

جنکو ایمان ہم اپنا بخدا گنتے ہین
پوچھو وہ کہہ کر کہ مومن ہمین کیا گنتے ہین

تیری فرقت مین پڑے بستر غم پر ہر شب
تارے ہم صبح تک اے ماہ لقا گنتے ہین

تو جدھر قبلۂ جان اپنا تصور سے ادھر
اس تصور ہی کو ہم قبلہ نما گنتے ہین

ہم برا کہتے ہین اونکو تو خدا ہی جانے
وہ برا گنتے ہین ہمکو کہ بھلا گنتے ہین

درد و غم یاس و الم رنج و تعب آہ و فغان
ہم تو ساتھ اپنے انھین کو رفقا گنتے ہین

ظلم سہتے ہین بجز شکر نہین کچھ کہتے
ہم جفاؤنکو تری مہر و وفا گنتے ہین

آج جو وعدۂ دیدار کیا ہی تجھنے
بیٹھے گھڑیان ترے مشتاق لقا گنتے ہین

مل گیے خاک مین ہم جنکے لیے وہ ابھی
ہمکو اپنا نہین خاک کف پا گنتے ہین

اے ظفر میری ان ہنگون کی بدولت ہر دم
مثل خرمہرہ در بیش بہا گنتے ہین

لگے ہین دل پہ بہت زلف یار کے تسمین
کیا ہے ٹھیک سے مار مار کے تسمین

شکار بند مین تیرے سوار توسن ناز
کہان نصیب کہ ہون اس شکار کے تسمین

خدا بچائے اوسے جسکے قتل پر کھولین
بتان عربدہ جو کٹار کے تسمین

فلک نے رعد کے طبلے پہ آج اے ساقی
چڑھا دئیے ہین لگا ابر بہار کے تسمین

ابھی جو ہاتھ لگاتا ہے ایک وہ قاتل
تو پھر لگے نہین رہتے ہزار کے تسمین

رہے نصیب کہ کام آئین ان حسینون کے
بوقت فصد ترے جسم زار کے تسمین

فقیر جائے کمر بند باندھتے ہین سدا
کمر مین ہمت پر استوار کے تسمین

ساقی مری توبہ کہے ٹھہر نکیے نہین پانون
گر جھومتا آئیگا سحاب اپنے مزے مین

پروا ترے زخمی کو نہین آب بقا کی
رکھتی ہے تری تیغ کی آب ایسے مزے مین

جیسا کہ دل سوختہ ہے اپنا مزیدار
رہتا ہے کہان جل کے کباب ایسے مزے مین

پوچھو نہ یہ تم بوسے لیے کتنے مزے سے
رہتا ہے کسے یاد حساب ایسے مزے مین

چھٹتا ہے مزا عشق کا ہمسے کوئی ناصح
آئے نہین ہم خانہ خراب ایسے مزے مین

ہوتے ہی نشہ کیونکہ نہ کھل جاوے وہ ہمسے
رہتا ہے ظفر کوئی حجاب ایسے مزے مین

ڈھ گئے بن بنکے دنیا مین مکان بہتو نکلی ہین
اے فلک تجھکو مٹائی یان نشان بہتو نکلی ہین

حال دیوانون کا اپنے پوچھ خار دشت سے
یعنی افسانے اوسے نوک زبان بہتو نکلی ہین

ہر قدم پر تیرے انداز خرام ناز نے
دل کیے پامال اے سرو روان بہتو نکلی ہین

آشنائی کا بھروسا کیا تمھاری ہو مجھے
ہو چکے آپ آشنا اے مہربان بہتو نکلی ہین

اس چمن مین میری برق نالہ پر سوز سے
جل گیے اے ہمصفیر آشیان بہتو نکلی ہین

محفل عشرت مین بھی اوس قاتل سفاک کی
کٹ گئے سر ہنستے ہنستے شمع سان بہتو نکلی ہین

عشق مین اوس ماہ کی مین ہی نہین اک دلفگار
چاک سینے اے ظفر مثل کتان بہتو نکلی ہین

کفر سے ایمان ملا اس ملک ہستی مین ہمین
حق پرستی ہاتھ آئی بت پرستی مین ہمین

کر دیا ہی تھا مئی بیدار نے ہمکو خراب
ہوش باہر آ گیا جلدی سے مستی مین ہمین

کنارے بیٹھکر اونکو سنا تو مدعا اپنا
سر محفل ظفر کہتا ہے کیا غمّاز سنتی ہین

گاہ بیگاہ ادھر وہ جو گذر کرتی ہین
خوب چھڑکاؤ مری دیدۂ تر کرتی ہین

پھرتے ہین خاک اڑاتی ہوئی مانند صبا
عمر ہم خاک بسر خاک بسر کرتی ہین

کیون نہ قربان ہون کماندار ترے تیر و نگہ
واہ کیا چھپتے ہی دل مین ترے گھر کرتی ہین

دیکھو اے غنچہ یہ اس باغ مین خندان ہوا گل
ہنستے ہی گلشن ہستی سے سفر کرتی ہین

دل پہ جو گذری ہے ہوجاتی ہے مجھکو معلوم
قاصد اشک مرے آکے خبر کرتے ہین

دیکھ تو ہجر کی شب ہنستے ہین کیون سوختہ جان
شمع کی طرح سے رو رو کے سحر کرتے ہین

اے ظفر ہمکو ادھر وہی نظر آتا ہے
ہم نظر اوسکے تصوّر مین جدھر کرتے ہین

ناصافیون سے دل کے باقی صافیون مین
چھٹتی ہی ہمسے اونسی کیا بر خلافیون مین

کوچہ مین زلف کی تو رہنے دے میرے دل کو
اے شانہ مدتون سے کیا بر خلافیون مین

آتا ہے پیش دیکھین کس طرح وہ ستمگر
ظلم و ستم کی اپنے کیا بر خلافیون مین

وہ خوش غلاف تیغہ ہے قتل کو ہمارے
جو یان رہی تمھاری آنکھین غلافیون مین

مژگان کے تیر سے خنجر تے ہین کام اپنے
یا سینہ چاکیون مین یا دل شگافیون مین

وعدہ خلاف اتنو وعدہ کہین وفا کر
اک عمر یونہین گذری وعدہ خلافیون مین

کیا کیا سخنورون کے پھر تنگ قافیے ہون
لکھین ظفر غزل وہ گر ایسے قافیون مین

ہو گیا اونکا کہ جو ڈالین بُرا کی آن کر
بی سبب یو وجہ تیر اور ظفر کے ہیچ ہین

کون وان جاتی جہان تفتہ جگر جلتے ہین
اوسکے تو ملکا ... وت کی پر جلتے ہین

عین گرمی مین بھر سینہ و دل ہین سوزان
دیکھو اِس شدتِ باران مین گھر جلتے ہین

پھول لالی کے جو ہین داغ بدل گلشن مین
دیکھکر اوس گل عارض کو مگر جلتے ہین

خاک کر دیگے کہین ہم عشق جیسا جلدی
دیر سے ہم روشنِ بزم تر جلتے ہین

گرم نظارہ ہون اوس شعلۂ رخسار کے کیا
کہ وہان بال و پرِ مرغ نظر جلتے ہین

رات بھر گرچہ جلی شمع تو کیا خاک جلی
عاشقِ سوختہ جان آٹھ پہر جلتے ہین

داغ پر داغ جو وہ دل پہ مرے دیکھتے ہین
گھر مین کیا گھی کے چراغ اونکے ظفر جلتے ہین

قمارِ عشق مین دیکھا جو کامل ہین تو آئی ہین
کہ جان پر کھیلتے بحضرتِ دل ہین تو آئی ہین

برنگِ شمع تم کرتے ہو میری محفل افروزی
تمھین سے روشنی ہی زیبِ محفل ہین تو آئی ہین

کسیکی عقل پر کرتے نہین یہ عشق بازی ہم
جو دیوانہ ہین تو آئی ہین جو عاقل ہین تو آئی ہین

کرے ہین صید افگن ذبح پورا صید گاہ
مگر اک چھوڑ دیتے ہیم بسمل ہین تو آئی ہین

یہ رستا عشق کا طے حضرتِ دل کیونکہ ہو تم پر
کیا منزل مین اپنی ہر منزل ہین تو آئی ہین

حجابِ جلوۂ دیدارِ جانان ہی خودی اپنی
نہین پردہ کوئی حائل جو حائل ہین تو آئی ہین

زمینِ سہل مین تو ہین سبھی کچھ شعر کہہ لیتے
ظفر لکھتے غزل جو ایسی مشکل ہین تو آئی ہین

کہان ہین او نمین وہ جو پہلے تھین باتین محبت کی
ظفر پاتی نہایت فرق ہین ہم جب مین اور اب مین

ہین اب کہان ہمارے وہ سیر چمن کے دن
کرتے بسر ہین ہجر مین اوس سیمتن کے دن

تشبیہ دون اگر رخ روشن سے تیرے مین
پھر جائین آفتاب سپہر کہن کے دن

کہتی ہے دل سے اوس گل رخسار کی بہار
کیا دیکھتا ہے ہین ابھی دیوانہ پن کے دن

خورشید روے یار سے کرتا ہے سرکشی
کیا لگ گئے ہین شعلہ کو شمع لگن کے دن

گھٹ جائے رات رشک درازی سے زلف کی
بڑھ جائے نور حسن سے اوس سیمتن کے دن

جب عشرت و نشاط کا موسم گذر گیا
تو کیا گذر نجائینگے رنج و محن کے دن

پرچھے جو ہو گئے تم سے کہین کچھ وہ اے ظفر
بولو نہ تم کہ اونکے ہین یہ بانکپن کے دن

غزل دیگر

ہمدم جانی بجز غم دوسرا کوئی نہین
اور دلسوز آہ سوزان کی سوا کوئی نہین

نالۂ و آہ رسا اپنے ہین پھر کس کام کے
جب پہونچتا تا بگوش دلربا کوئی نہین

وہ جو ہین تو حسین ہین لاکھون ہی زیر فلک
پر مری نظرون مین جسا سہ لقا کوئی نہین

لیک نگاہ یار تو وہ آفت جان ہی غضب
بچ سکتا تجھ سے تیر قضا کوئی نہین

مٹنے والونکا عدم مین حال کس سے پوچھیے
اس طرف کو آج تک وان سے پھرا کوئی نہین

آشنا ہین جتنے ہین اپنی غرض کے آشنا
خوب دیکھا ہمنے اپنا آشنا کوئی نہین

اگردش زدون کو تیرے نہین ایک جا قیام
رہتے فلک کی طرح ہمیشہ سفر مین ہین

کرتے ہین اوسکی ہاتھ قلم اس خطا پہ وہ
خط دیکھتے جو میر الف نامہ بر مین ہین

آنکھین جو یون چراتی ہو تم مجھکو دیکھکر
بہکانیوالے آپکے میری نظر مین ہین

لکھدون جو دو گھڑی مین تو پھر قاصد اے ظفر
لاتے جواب نامہ مرا دوپہر مین ہین

ردیف واو جلد اول

ہمارے دیکھکے دریا دل کا پار چڑھاؤ
گھٹا ہے کیا ہی سمندر کا ایک بار چڑھاؤ

ہمین تو ایک ہی کافی ہے برش ابرو
تم اپنی تیغ کو اب چرخ پر ہزار چڑھاؤ

خیال زلف بتان او چھوڑ دو بخدا
بلا کو سر پہ نہ تم اپنے زینہار چڑھاؤ

گلی مین رہنے دو اپنی اوڑا کے تم مشت
فلک تلک نہ مری خاک کا غبار چڑھاؤ

جلن سے آتش الفت کی دیکھو تم ہر دم
ہوا نہ کرکے نہ تم آپ کو بخار چڑھاؤ

بجاؤ مطرب اوس وقت تار بارش کے
بجا تا رعد ہے مردنگ تم ستار چڑھاؤ

پتنگ وار ظفر روز تنکے الفت پر
وہ اوڑکے آوے جو تم چنگ ایک بار چڑھاؤ

ہمسے شرماؤ نہ تم چشم حیا کو کھولو
مثل گل شوق سے اب بند قبا کو کھولو

یا تو نہین مہندی لگا بیٹھی ہو تم وان ہیہات
خون دل ہوتا ہے یہان جلد حنا کو کھولو

مار رکھیگی سراسر ہی یہ کافر دل کو
جان من رخ پہ تم زلف دوتا کو کھولو

کیا خاک جیے آہ وہ بیمار بھلا اب
جسکو کہ ظفر عشق کا آزار لگا ہو

ردیف واو جلد دوم

بھری دماغ مین کس لفت پر شکن کی بو
کہ خوش نہ آئی ہمین نافہ ختن کی بو

لگایا ہمنے جو اوس غیرت چمن کو گلے
بدن مین بس گئی نسرین و یاسمن کی بو

چمن سے دور رہا اس قدر قفس میرا
کہ پہونچی اوڑکے نہ مجھ تک گل چمن کی بو

عرق فشان کہین گلشن مین ہوا اوسکا
ہر ایک گل سے جو آئی تری بدن کی بو

ہوا ہے صورت دیوانہ گل گریبان چاک
چمن مین لائی صبا کسکے پیرہن کی بو

اثر سے عشق کے دامان کوہ مین ہر گل
عجب نہین جو رکھے خون کوہکن کی بو

چمن مین غنچہ جو اوس گل کے سامنے ہے خوش
چھپا رہا ہے ظفر اپنے وہ دہن کی بو

جو دل مین ہو سو کہو تم نہ گفتگو سے ہٹو
رہو پر آنکھون کے آگے نہ روبرو سے ہٹو

مین آپ پھیرتا ہون اپنے حلق پر خنجر
چھری اوٹھا لو تم اپنی مرے گلو سے ہٹو

وہ مثل کوہ گرانبار ہو تم حضرت عشق
کہ لے کسی سے ٹلو اور نہ کسی سے ہٹو

شہید ناز کے ہر زخم سے ہے خون جاری
تمھارا تر ہو نہ دامن کہین لہو سے ہٹو

مراد عشق مین عاشق کی نامرادی ہے
اوٹھاؤ حضرت دل ہاتھ آرزو سے ہٹو

جو پیش آئے وہ ستو کرم ہو ساقی کا
نہ پھیرو جام سے منہ اور نہ تم سبو سے ہٹو

ہوے گئے جسوقت ای سفاک ہم سینہ سپر
سینہ ہونگے تری تیغ جفا سے کچھ ہی ہو

وہ ترش ابرو ہوا ہو تلخ گو بیٹھا ہو آج
بوسہ اک لینا لب شیرین ادا سے کچھ ہی ہو

ناصحا بک بک کے تو کیون سر پھراتا ہی عبث
دل نہین پھرنیکا اوس دلربا سے کچھ ہی ہو

گرچہ دنیا کی ہوا مین سو طرح کا ہو ضرر
لیک بچ سکتے نہین ہم اس ہوا سے کچھ ہی ہو

کوچہ دلبر مین ہم لو آج جاتی ہین ظفر
دل کو لے آتے ہین دیکر دم دلا سے کچھ ہی ہو

وہانکی مخلصی ای وای قسمت ہو تو کیونکر ہو
کہ ہین آلودۂ عصیان شفاعت ہو تو کیونکر ہو

بجز شرمندگی چشم عنایت ہے تو کیونکر ہو
کہ بی اشک ندامت جوش رحمت ہے تو کیونکر ہو

جہان ہے نفس سا رہزن جہان شیطان سا ہو دشمن
وہان طاعت ہو کیونکر اور عبادت ہو تو کیونکر ہو

گرانباری گناہونکی اوٹھانے سر نہین دیتی
الٰہی کیا کرون یہ رفع خجلت ہو تو کیونکر ہو

برنگ طائر تصویر ہین ہم دام حسرت مین
رہائی کی ہماری کوئی صورت ہو تو کیونکر ہو

وہ ہمت ہی سے ہو سکتا ہے جو ہے کام ہمت کا
ظفر بے ہمتون سے صرف ہمت ہو تو کیونکر ہو

نہین کہہ سکتا کہ اللہ صنم تم ہی تو ہو
لیک جو کچھ ہو سو اللہ کی قسم تم ہی تو ہو

نہ مرا پاس کسیکو نہ کوئی میرے پاس
ہان مگر ایک جو ہو مجھ سے بہم تم ہی تو ہو

کفر و دین کا مجھے بتلا دیا تمنے رستا
میرے تو راہبر دین و حرم تم ہی تو ہو

خواہ رلواؤ ہمین خواہ ہنساؤ ہمکو
کہ ہمارے سبب شادی و غم تم ہی تو ہو

خدا کے واسطے اے ہمدمو نہو لو تم
تمہارے عشق نے رسوا کیا جہان میں ہمین
سنو تم اپنی جو تیغ نگاہ کے اوصاف

پیام لایا ہے لیا نامہ بر وہان سے سنو
ہمارا ذکر نہ تم کیونکہ اک جہان سے سنو
تو میرے زخم جگر کے لب و دہان سے سنو

ظفر وہ بوسہ تو کیا دیگا پر کوئی دشنام
جو تمکو سننا ہو اوس شوخ دلستان سے سنو

کہتا ہے کون تم سے کہ خنجر بکف نہو
خاطر نشان دل کی ہو ناوک فگن کبھی
آتی ہے سینہ کوبی عاشق کی تو صدا
جبتک کہ خوب عشق میں عاشق نہو خراب
بہتر ہین دیکھا اس سے مری چشم تر مین شاک

پر حق ہین جان نثار محبت تلف نہو
جبتک کہ تیرے تیر نگہ کا ہدف نہو
محفل مین اوسکی گر نہین آواز دف نہو
جیا ہے وہ یہ کہ ہو مجھے عز و شرف نہو
نازان دُر خوشاب پہ تو ای صدف نہو

اللہ ہے ہمارا طرفدار اے ظفر
گو وہ اگر نہین ہے ہماری طرف نہو

اگر ہو دل مین محبت کا داغ اچھا ہو
کبھی سیر ہو جی میکشون کا اے ساقی
ہجوم داغ سے ہے سوز دل کو منظور
عدو کو مجھ سے ہو کس طرح نطق مین ترجیح
دل اوسکے زلف کے کوچہ مین گم ہوا میرا

خدا کا گھر جو نہو بے چراغ اچھا ہو
کہ جبتلک نہ لبالب ایاغ اچھا ہو
کہ ایک سینے مین تیار باغ اچھا ہو
مگر یہ جب ہو کہ طوطی سی زاغ اچھا ہو
بتائے شانہ اگر کچھ سراغ اچھا ہو

تیرے محراب حرم ابرو مین جھک سجدہ کرے | اپنے آگے دیدۂ اوسکو وضو واجب ہی ہو
ذبح کرنا جسکا ہی قاتل تجھے منظور ہو | زیر خنجر اوسکو رکھ اپنا گلو واجب ہی ہو

ہاتھ سے جا کر ظفر پھر ہاتھ آئے یا نہ آئے
پر ہو دل گم جسکا اوسکو جستجو واجب ہی ہے

ردیف واو جلد سوم

گر ناز سے وہ صحن مین رکھے چمن کے پانو | چومے زمین پہ گر کے گل اوس گلبدن کے پانو
وحشت کو میری دیکھ کے جو بھول جائے گی | اک دشت مین شکستہ ہون چاروں ہرن کے پانو
اے عشق کیا صلاح ہے تیری بتا مجھے | لون شیخ کے قدم کہ پڑون برہمن کے پانو
اتنا نہ آہ و نالے سے اپنے ہلا اسے | ایدل نہین ہین گنبد چرخ کہن کے پانو
شیرین کو پھر نہو ہوس تر نخی کہکش | رنگین کرے لہو سے اگر کوہکن کے پانو
پانو تک ہی شوق دشت نوردی کہ دون نکال | مین اپنے بعد مرگ بھی باہر کفن کے پانو
شیطان کو سونپ اپنی اگر خدمت وضو | دھو دھو کے پیوے وہ زاہد پر فن کے پانو
کیونکر نکل سکے دل وحشی کہ پھنس گئے | پھندے مین اوسکی زلف شکن در شکن کے پانو

دشت جنون مین اتنی بھی وسعت نہین ظفر
پھیلین جو اک ذرا سے دیوانہ پن کے پانو

دوست اچھے ہو تو پوری دوستی کی ہو رہو | پاس میکو کر رکھو تم پاس سے کے ہو رہو
اس چمن مین کیا کروگی میکشو ہنس بولکر | غنچہ سان خاموش غم ان دل کو پی کی ہو رہو

ردیف واو جلد چہارم

ہوتا نگین کی طرح سے ہے نام وری
کرلیتا دل پہ نقش جو ہے نیک بات کو

دیوان ظفر کا دیکھ کے کاتب ہیں کہتے
لکھیں کہاں تلک ترے ہم کلیات کو

بڑھاوے گر نہ جوہر عزت و توقیر آہن کو
تو کھینچیں تیغ جوہیں سے تیر شمشیر آہن کو

گلے میں پہنے جب زنجیر زر کو وہ پری تو
تو یہ دیوانہ ڈالے پانو میں زنجیر آہن کو

برہمن اوس صنم کی دیکھ کر تصویر تا غور یہ
نہ تصویر حجر کو پوجے نے تصویر آہن کو

دل پرسوز سینہ میں ہمارے ہے وہ انگارہ
اوٹھا سکتی نہ تاب اوسکی ہو آتش گیر آہن بھی

گرانباروں کو ہے صحبت سبکساروں سے نا زیبا
کہ تنکے کی کمان میں کیون نہ چھوڑے تیر آہن کو

محل مٹی کا ہے انسان کا تو قالب خاکی
فنا ڈھا کر ملا دے خاک میں تعمیر آہن کو

عجب کیا فیض صاحبدل سے ہو پیچ تیرہ بختوں کو
بدل دیتا ہے پارس اے ظفر تاثیر آہن کو

کیا دیکھے کوئی اوس رخ روشن کی آب تاب
جسکے نہ دیکھنے کی ہو تاب آفتاب کو

بوے عرق سے یار کے خوشبو ہے یہ دماغ
ہم سونگھتے نہیں کبھی عطر و گلاب کو

سودا مجھے نہیں تری زلفوں نے لے پری
دیوانہ کر دیا دل خانہ خراب کو

ہے شوق بوسہ لب میگوں تو ہم نہیں
منہ بھی نہیں لگاتے وہ جام شراب کو

ہمنے دیا وہ معرکہ عشق میں جواب
سب لاجواب ہو گئے سنکر جواب کو

کہتے ہیں بادہ نوش کہ شیشے میں شفق نہیں
شیشے میں آسمان کے بھر کے شہاب کو

مجھوڑا پر نچھوڑا تمنے ملنا غیر کا پیارے	ہمیں تو کھا گیا یہ غم بھلا مانو برا مانو
تمھاری دوستی میں مر گئے لاکھوں نہ رحم آیا	تمھیں ہو دشمن عالم بھلا مانو برا مانو

برو نکو منہ لگاتے ہو بھلوں سے تمکو نفرت ہے
ظفر کو ہے یہی بس غم بھلا مانو برا مانو

تصور زلف مشکین کا ہے کیسی باندھا مجھکو	جہاں میں جو نظر آتا ہے اک اندھیرا سا مجھکو
کہا بلبل نے عشق گل میں یہ حاصل ہوا مجھکو	کہ غنچے ہیں بجا کر چٹکیاں دیتے اڑا مجھکو
کسی صورت تو ہیں اے ضعف پہنچوں کوئے جاناں تک	بٹھا کر دوش ہی پر لے چلے باد صبا مجھکو
کہوں کیا غیب سے کیا آ لگا اک دل پہ کانٹا سا	ترا جوڑا جو شب کو یاد آیا مہ لقا مجھکو
سرود نالۂ دل نے بھری ہیں کان اپنی تو	ترے یہ چہچہے مرغ چمن خوش آئیں کیا مجھکو
محبت کو جو پہل ابتدا میں سہل سمجھا ہے	نظر کچھ اور ہی آتا ہے اسکا انتہا مجھکو

مزا اس عشق کا وہ ہے کہ جس سے سب مزے بھولے
نہیں ہے یاد دنیا کا ظفر کوئی مزا مجھکو

یونہیں گر ان بتوں پر ہم فدا ہونگے تو ہو تو ہو	جو ہم پر ہمدمو جور و جفا ہونگے تو ہو تو ہو
بتوں پہ زاہدو گر ہم فدا ہونگے تو ہو تو ہو	تمھیں پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہو تو ہو
اگر ہم پائیل زلف دوتا ہونگے تو ہو تو ہو	کسیکو کیا گرفتار بلا ہونگے تو ہو تو ہو
ٹلینگے کب ہوس آسانہ میدان محبت سے	اگر ہم کشتۂ تیغ جفا ہونگے تو ہو تو ہو
ذرا آئیں سہی وہ مقتل عشاق تک اپنے	جو لاکھوں فتنۂ محشر بپا ہونگے تو ہو تو ہو

دیجے دل و دین کیون نہ تجھے اے بت کافر
جلوہ ہے خدائی کا تری گات مین سب کچھ

زلف اوسکی دکھا دی مجھے اے خضر تصور
کہتے ہین کہ ہے پردۂ ظلمات مین سب کچھ

حاصل نہین کچھ مزرع دنیا سے کسیکو
ہے کشورِ دل کے مری دیہات مین سب کچھ

نقدِ دل و دین کیون نکرون پیشکش اب مین
لازم ہے کہ ہو اوسکی مدارات مین سب کچھ

انداز و ادا سے نہین کچھ اور کے مطلب
ہوتا ہے ادائین سے اشارات مین سب کچھ

بوسہ جو طلب وصل کیا مین نے تو بولا
موجود ہے بس اپنی ملاقات مین سب کچھ

سائل سے کبھی آج تلک منہ نہین موڑا
حاصل ہے ہر اک کو مری خیرات مین سب کچھ

بیتابی و زاری کی شکایت ہے عبث اب
ہوتا ہے ظفر عشق کے حالات مین سب کچھ

نہ دکھلا مجکو مانی کھینچکر اوراق مین غنچہ
نہین خوشبو وصل ہونا دیدۂ مشتاق مین غنچہ

ہنسا جو دیکھکر وہ غنچہ لب مجکو محبت سے
ہوا گویا شگفتہ گلشن عشاق مین غنچہ

نزاکت سے گران وہ بھی ہو وقت قصد گر باندھی
بجا ہے زنگلہ تو اپنی سیمین ساق مین غنچہ

گرفتہ دل مرا اوس چشم و ابرو مین ہے کیا باعث
گلابی کی جگہ ہے میکدے کے طاق مین غنچہ

کہون کیا تیرے رنگِ فندقِ پا ہی گل خوبی
نہین خوشرنگ ایسا گلشن آفاق مین غنچہ

ترا پیکان تیر ناوک افگن غرق ہے خون مین
یہ لایا رنگ کیا باغ دل عشاق مین غنچہ

نہین کھلتا ظفر عقدہ ہمین اسکی خموشی کا
خدا جانے کہ اتنا کیون ہے استغراق مین غنچہ

ردیف ہای ہوز جلد دوم

کیا ہے ہمنے یہ وحشت میں دشت کو پامال
کہ خار خار کو ہے اب ہمارے قدم سے گلہ

ہزار غنچہ کھلائے کیا شگفتہ نہ دل
چمن میں ہمکو ہے یہ باد صبحدم سے گلہ

سہے ستم پہ ستم ہمنے لیک شکر خدا
کیا نہ ہمنے کبھی اسکا اوس صنم سے گلہ

برنگ شمع جلے سر سے پاؤن تک لیکن
زبان پہ لائے نہ ہم اپنی سوز غم سے گلہ

دل اوسکو ہمنے دیا دل نے دی ہمین تکلیف
جو ہمکو دل سے گلہ ہے تو دل کو ہم سے گلہ

ظفر نوشتۂ تقدیر پر جو راضی ہین
نہ اونکو لوح سے شکوہ نہ ہے قلم سے گلہ

ہے حنا کا رنگ بھی دست بت پرفن پہ بوجھ
کرکے بسمل خون لو وہ نازنین گردن پہ بوجھ

بار دنیا ساتھ ہے منعم کے بعد از مرگ بھی
باعث تعویذ سنگین ہے سدا مدفن پہ بوجھ

وہ گرانبار الم ہون میں کہ میری خاک بھی
گرچہ دامن پر پڑے معلوم ہو دامن پہ بوجھ

دست وحشت سے رہا باقی جو تار پیرہن
ناتوانی سے مجنون کی ہے وہ تن پہ بوجھ

بارکش دنیا کے ہوتے ہین اہل تمیز
لادتے ہین کب گدھونکی طرح سے توسن پہ بوجھ

اوسنے کیا سر پر اٹھایا جی دھڑ ہوا
نازکی سے ہو نہ پھر اوس غیرت گلشن پہ بوجھ

لاکھ سر کش ہو دبا ہی وہ رہیگا اے ظفر
بار احسان سے اگر رکھے سر دشمن پہ بوجھ

کمان تنگ پہ ہو ترے کار تنگ پیوستہ
یہ تیغ وہ نہیں جسمین ہو زنگ پیوستہ

اگرچہ صورت سوہان ہے سرو قمری
گلے میں تیرے ہے پر طوق تنگ پیوستہ

اب نقاہت کا اور ہے نقشہ	اپنی طاقت کا اور ہے نقشہ
میری صحبت خوش آئی کیونکر اوسے	اون کی صحبت کا اور ہے نقشہ
دل تو کیا جان تک بھی دین تجھکو	اپنی ہمت کا اور ہے نقشہ
جائے تبرید سے تپ غم کیا	اس حرارت کا اور ہے نقشہ
ہے قیامت سے اوسکو کیا نسبت	تیری قامت کا اور ہے نقشہ
سیدھی باتون پہ ٹیڑھے ہو جانا	اوسکی خصلت کا اور ہے نقشہ
تیرے ان سرد مہریون پر بھی	سوز الفت کا اور ہے نقشہ
جانے کیا بوالہوس حقیقت عشق	اس حقیقت کا اور ہے نقشہ
کیون کہ جان بر ہو دردمند ترا	درد فرقت کا اور ہے نقشہ
تھا تو مجنون کو بھی جنون لیکن	میری وحشت کا اور ہے نقشہ
نقش جب لکھتے ہین محبت احباب	کہ محبت کا اور ہے نقشہ
جب سے دیکھا ہے تجھکو آئینہ رو	اپنی حیرت کا اور ہے نقشہ
کھینچے صورت نہ اوسکی صورت گر	اوسکی صورت کا اور ہے نقشہ
کرے جراح چارہ کس کس کا	ہر جراحت کا اور ہے نقشہ

ای ظفر ہے جہان مین خلق کہان
اب تو خلقت کا اور ہے نقشہ

کھینچا عجب ہے روئے جبین کا ہی نقشہ	وہ مہر کا ہے یہ ماہ مبین کا ہی نقشہ

کبھی تو رقعہ طلب مین مرے خدا کیلیے
کوئی ملاپ کا رستہ صنم نکال کے لکھ

کبھی ہے کون کہ خط اوسکو تو نہ لکھ ایدل
برا پنا حد سے نہ باہر قدم نکال کے لکھ

طبیب ہیر تو لیے بھی کتاب مین سے تو
کوئی تو نسخۂ آزار غم نکال کے لکھ

پڑھے وہ دلبر تو خط ظفر خوشی سے خط
لکھ ایسی تو نئی طرز رقم نکال کے لکھ

اوسکے کوچہ مین کہان ایسے ٹھکانیکی جگھ
کہ جہان ہمکو ملے آنکھ ملانیکی جگھ

آئینے کو تم اگر منہ نہ چڑھاؤ اپنے
تو نہو اوسکو کہین منہ کے دکھانیکی جگھ

نقش بر آب ہے ہستی کی نہین کچھ بنیاد
اے حباب یہ کہان گھر کے بنانیکی جگھ

دل اگر زخم نہو کوئی تو کیا ہو معلوم
کہ یہ ہے ناوک جانان کے نشانیکی جگھ

کیا کرین جائین اگر آپ نہ ہم یار کے گھر
گھر مین جب اپنے نہو اوسکے بلانیکی جگھ

تجھ سے اے شمع ہو اسکے کٹانے مین فروغ
جائے شادی ہے نہین اشک بہانیکی جگھ

قطرۂ خون جگر ہے مری آب خورش
وہی پانی کی جگھ ہے وہی دانیکی جگھ

اے کمانداز تھا تیر نگہ کو دل مین
کہ نہین اور کوئی اوسکے ٹھکانیکی جگھ

ہے یہ انبوہ غم و رنج ہجوم حیرت
نہین سینہ مین ظفر دم کے سمانیکی جگھ

سینے پہ دھر کے دیکھ ذرا تک یہ ہاتھ
یہ حال ہے کہ اوچھلے ہے دل جا بجا یہ ہاتھ

ہوجائے دسترس جو تری زلف تک مجھے
مین جانون آگیا مرے ملک تتار ہاتھ

دیکھکر نقشہ ترا کہتے ہیں نقاش ظفر
یہ کھنچے کس سے بجز خامۂ قدرت نقشہ

نکر ہر ایک سے تو وہ کلام بیہودہ
کہ جس سے ہو ترا مشہور نام بیہودہ

نصیب ہوگا نہ ہرگز وہ بوسۂ رخ و زلف
یہ ہے خیال ہمیں صبح و شام بیہودہ

ترے شہید محبت کی نعش پر قاتل
ہوا ہے خلق کا کیوں ازدحام بیہودہ

جو اشک خون نہو بیفایدہ ہے دیدۂ دل
بغیر بادہ ہے مینا و جام بیہودہ

ترے خرام کے آگے غرور فتنۂ حشر
ہے ایک لاف سی اے خوشخرام بیہودہ

جو دل مین آئے سو فرماؤ مجکو حضرت عشق
کرے گا عرض نہ کچھ یہ غلام بیہودہ

نہین دہن ہین مگر غنچہ لب کی جای سخن
کلام کرتا ہے بیان لا کلام بیہودہ

نہ کچھ ہے گریہ سے حاصل نہ آہ و نالے سے
ہمارے عشق مین ہین دونون کام بیہودہ

جو ذکر کیجیے کچھ اے ظفر تو ذکر خدا
بغیر اسکے ہین باتین تمام بیہودہ

نشہ مین کسنے اوتارا تھا طاق سے شیشہ
کہ گر کے ہاتھ سے ٹوٹا تڑاق سے شیشہ

ہمین تو جام ہی پڑتا لتا رہا ساقی
ہوا نصیب کبھی اتفاق سے شیشہ

بہت تو نہین جو ہوتی ہی بزم وصل نصیب
ملا ہے جام سے کیا اشتیاق سے شیشہ

نکر فلک سے طلب شربت محبت کی
بھرا ہوا ہے یہ زہر نفاق سے شیشہ

اگر اشارہ ہو کچھ چشم مست ساقی کا
تو آئے بزم مین اک طمطراق سے شیشہ

ہو ترا شربتِ دیدار میسر جسکو — درد میں ہو نہ وہ محتاج دوا کا بندہ

سرخرو حشر کو ہوگا وہی اے تیغ ستمگر — جو شہید اوسکی ہوا تیغ جفا کا بندہ

تیرے ہر جور جفا پر ہون جو بار پر راضی — دیکھ تو مین بھی ہون کیا صبر و رضا کا بندہ

تو جو ہے بندۂ حق بیٹھ خدا کے در پر — دربدر بھٹکے نہ پھر حرص و ہوا کا بندہ

خواہ ہو گبر کوئی خواہ مسلمان لیکن — یان نہیں کون تری آن و ادا کا بندہ

اے ظفر جب سے مین اوس بت کا بنا ہون بندہ — دیکھتا ہے مجھے ہر ایک خدا کا بندہ

نہیں کہیں ہے تری چشم فتنہ زا کی پناہ — یہ وہ بلا ہے کہ بس اے صنم خدا کی پناہ

سوائے رنج و غم و یاس چاہ مین اوسکی — دلا نہ ڈھونڈھ کسی یار و آشنا کی پناہ

پناہ مانگتا ہے جسکو دیکھکر ہر شخص — غضب ہے تیغ ادا شوخ کج ادا کی پناہ

جفا سے تیرے نہیں ڈرتے باوفا ظالم — کہ اونکے واسطے ہے عشق مین وفا کی پناہ

پھرے ہے موج ہوا ساقیا لیے شمشیر — نہین بجز سپر جام اس ہوا کی پناہ

بچے نگاہ سے دل تیری کس طرح ظالم — کہ ہے جہان مین کمان ناوک قضا کی پناہ

اگر قبول ہو درگاہ ایزدی مین ظفر — تو دو جہان مین کافی ہے اک دعا کی پناہ

ردیف یاء تحتانی جلد اول

پر اشک تر ہ یان ہے آہ دل سوزان ہے — یہ سر و چراغان ہے وہ شمع شبستان ہے

واقف نہین تم میری آہِ شرر افشان سے	کھینچون تو ابھی سارا جل چرخ کہن جاوے
اوس چشم فتن کی کس معنے سے صفت کیجے	کرنیگو نہ ہم چشمی آہوے ختن جاوے
تو شب کو جو محفل مین یون انجمن آرا ہو	کیونکر نہ تری بلبل یہ شمع لگن جاوے
یہ چاہ وہ ہی جسمین یوسف سے کئی ڈوبے	دل کیونکہ بھلا اپنا پھر گرد ذقن جاوے

میدان سخن مین وہ گر تجھسے ظفر بحثے
بھول اپنا فصیحی بھی یان طرز سخن جاوے

سچ کہو آئے کہان سے ہو صنم بھولے ہوئے	آ کے پڑتے زمین پر ہین قدم بھولے ہوئے
ہم یہان پہونچے کبھی کے منزل مقصود پر	پیس اکیلے رہ گئے ہین راہ ہم بھولے ہوئے
یہ تن گل خوردہ جس جسکے پڑا میرا نظر	حشر تک سوونگے وہ باغِ ارم بھولے ہوئے
جسنے دیکھی ساقیا وہ گردش چشم بتان	ہین برب کعبہ وہ بھی جام جم بھولے ہوئے
کہہ گئے تھے تم جو ہمکو آؤنگا مین وقت شب	آ گئے کیا جانے کہان سے صبحدم بھولے ہوئے
وعدہ کر کے رات کا آوے سحر جو اپنے گھر	ایسی ہی شخصونکو کہتی ہینگے ہم بھولے ہوئے

جس سے اپنا تھا خط و پیغام جاری اے ظفر
اس قدر ہین وہ تو ہمکو یک قلم بھولے ہوئے

اے غنچہ دہن بے تیرے تو سرو گلستان ہے	دل کیونکہ شگفتہ ہو تو بھی گل خندان ہے
دلسوز ہے اک عالم روشن ہے تجھی سے پھر	پروانہ مین تیرا ہون تو شمع شبستان ہے
ٹھہرے ہین مژگان مین ہین لخت یہ جگر اپنے	سنگھٹ مین یہ اے مردم کیا سیر چراغان ہے

یک لخت یاد تیری یاں بھولتی نہیں ہے
جلد آ کہ مجھکو تجھ بن ہے پیچ و تاب ساقی

لیکے ہچکیاں دل رہتا ہے شکل مینا
دے جام مے کہ انکو جامِ شراب ساقی

جسکی نظر میں گردش جامِ شراب کی ہے
دوران کے سہل جانے وہ انقلاب ساقی

مت چھیڑ کر سنا تو قانون و مین مجھکو
لگتا ہے تار بازش تارِ رباب ساقی

مے کے نشہ میں لکھو اور اک غزل ظفر اب
ہر شعر جسکا سمجھے با آب و تاب ساقی

کیوں میکشی سے ہر دم کیجے حجاب ساقی
رہتا ہے اپنا اندر تو یمین عہدِ شباب ساقی

دے جام گل میں بھر کر صہبائے ناب ساقی
آنکھوں میں محو کر دیں ہم آفتاب ساقی

اس ابر میں خوش آوے کیونکر نہ سیر دریا
کیفیتوں سے پر ہے جامِ حباب ساقی

لختِ دلِ برشتہ مژگاں پہ یہ نہیں ہے
لایا ہوں تیری خاطر جامِ شراب ساقی

ابرو کا تیرے جلوہ دیکھا ہے شاید اسنے
جو ماہ نو ہے شب کو پا در رکاب ساقی

سنبل ہی کیا پریشاں ہے دیکھ زلف تیری
موجِ نسیم کو بھی ہے پیچ و تاب ساقی

ساغر کشی ہماری مت پوچھ تو کہ تجھ بن
پیتے ہیں خون دل ہم جائے شراب ساقی

جو زلف و رخ کو تیرے دیکھے ہے یہ کہے ہے
کیا جلوہ گر ہیں باہم برق و سحاب ساقی

اس ابر اس ہوا میں دل کو گھٹا نہ میرے
پیامِ صبا یہ کہنا آ اب شتاب ساقی

تجھ بن ٹپک رہا ہے پتھر پر سر کو شیشہ
ساغر ہی ہے نہ تنہا چشمِ پر آب ساقی

ساغر کشی ظفر میں اسقدر میں کروں کیا
شیشے پڑے ہیں خالی ہے مست خواب ساقی

روزِ وفات کا تو خطر کچھ نہین مجھے
اے ہمنشین ہے پر شبِ ہجران کا ڈر مجھے

دریا کا پاٹ تختۂ دامن تو بن گیا
اور اس سے کیا دکھائیگی اے چشمِ تر مجھے

چاکِ قفس سے دیکھ رہا ہون چمن
صیاد ہے نہین ہوس بال و پر مجھے

جلوہ اوسیکا دیر و حرم مین ہے اے ظفر
آتا نہین ہے اوسکے سوا کچھ نظر مجھے

جب سے وہ چھٹا ہاتھ سے دامان ہمارے
ہے تب سے جنون دست و گریبان ہمارے

بالین پہ دمِ نزع بھی آیا نہ ستمگر
سب دل کی رہے دل ہی مین ارمان ہمارے

ہم بسکہ ہین کشتہ ترے اس سرنگہ کے
خوبانِ جہان جاتی ہین قربان ہمارے

کہتے ہین کہ تیغے کو دھر اسان پہ اوسنے
یہ سنتے ہی بس اوڑ گئے اوسان ہمارے

لختِ جگر و اشک ہین حاضر ترے آگے
یہ لعل ہین وہ گوہرِ غلطان ہمارے

جمعیتِ دل تیرے سبب سب ہین وہ برہم
کیون ضد مین تری زلف پریشان ہمارے

آیا ہے ظفر پھینک کے پوشاک وہ گلگون
قاتل نے کیے قتل کے سامان ہمارے

چاندنی کی سیرِ خوبان تا سحر دیکھا کیے
اور ہم اونکا رخِ رشکِ قمر دیکھا کیے

کیا کہون کیونکر تجھے رشکِ قمر دیکھا کیے
وہ نظر آئے نہ جنکو بھر نظر دیکھا کیے

شب تجھی کیا ہم ہی اے رشکِ قمر دیکھا کیے
ماہ پروین بھی ترا رخ تا سحر دیکھا کیے

کچھ ہوئی تسکین نہ تجھ بن اس دلِ حیران کو
گو تری تصویر ہم آٹھون پہر دیکھا کیے

کرتی ہے تازہ فتنہ بپا گردش فلک | لاتی ہے ہم پہ روز یہ چکر نئے نئے

اک دل ہوا وسکو دیجیے کس کس کو اے ظفر
آتی نظر ہین سیکڑون دلبر نئے نئے ✣

نہاں سے کب خط رخسارۂ دلبر کے نیچے ہے | لیے بیٹھے کو طوطی اپنے بال و پر کے نیچے ہے

تصور اوسکی مژگان کا مجھے سونے نہین دیتا | بچھا دیتا کوئی نشتر مری بستر کے نیچے ہے

طلب کرتا ہے آب خضر آب تیغ قاتل سے | غرض جو سبز بخت اس گنبد خضرا کے نیچے ہے

بنایا خال عارض کے تلے تل اونے کاجل کا | ہوا پیدا اک اختر اور اس اختر کے نیچے ہے

ہوا ہے جیسے شاخ گل کے نیچے اس طرح سینہ مین | کف ساقی کو رعشہ دمبدم ساغر کے نیچے ہے

مری آواز زیر بام سنتا ہی تو پھر وہ نہین | اوتر جاتا ہے کوٹھے سے بہانے کر کے نیچے ہے

قلق سے دمبدم گردن تہ صید محبت کی | کبھی شمشیر کے اوپر کبھی خنجر کے نیچے ہے

خیال اس ہاش پر ہے پر وہ نیند اوڑتی ہے | تری جو آستان کا سنگ بستر کے نیچے ہے

ظفر شیرین شکیبی دل سے کیا چالاک بستی ہے
کہ دست کوہ کن تو دبگیا پتھر کے نیچے ہے

لیسکے ابرو کی مری تصویر آنکھوں مین پھری | میل مہر مہ کی جگہ شمشیر آنکھوں مین پھری

ایسی ہی خسار کھلی جو اپنے منہ پہ زلف | وحشیون کی صورت زنجیر آنکھوں مین پھری

خواب مین دیکھا کیا مین قصر جنت رات بھر | اوسکی گھر کی جو مری تعمیر آنکھوں مین پھری

شمع کیا خورشید سے بھی پھر گئی میری نظر | جبکہ اوسکی شکل پر تنویر آنکھوں مین پھری

جب پھر آیا وہ شکار افگن کہ تکتی تکتے تیر | پتلی آنکھوں کی تری نخچیر آنکھوں مین پھری

کیون ہوا بوریا نشین زاہد
اس مین حرف ریا نکلتا ہے

سیر کی جا ہے کوچۂ ہستی
غیر بھی آشنا نکلتا ہے

خیر ہو دل کی آج آہ کے ساتھ
کچھ دھوان تو بلا نکلتا ہے

کیا طپش ہے کہ شعر بھی دل سے
کچھ تڑپتا ہوا نکلتا ہے

لاش پر میری منہ سے عالم کے
حسرتا حسرتا نکلتا ہے

زخم دل پر نمک فشانی سے
اے ظفر اک مزا نکلتا ہے

شمشیر برہنہ مانگ غضب بالون کی مہک پھر ویسی ہے
جوڑے کی گندھاوٹ قہر خدا بالون کی مہک پھر ویسی ہے

آنکھین ہین کٹورا سی وہ ستم گردن ہے صراحی دار غضب
اور اسمین شراب سرخی پان رکھتی ہے جھلک پھر ویسی ہے

ہر بات مین اوسکی گرمی ہے ہر ناز مین اوسکے شوخی ہے
قامت ہے قیامت چال پری چلنے مین پھڑک پھر ویسی ہے

گر رنگ بھبھوکا آتش ہے اور بینی شعلہ سرکش ہے
تو بجلی سی کوندے ہے پڑی عارض کی چمک پھر ویسی ہے

نوخیز کچین دو غنچے ہین ہے نرم شکم اک خرمن گل
باریک کمر جون شاخ گل رکھتی ہے لچک پھر ویسی ہے

ردیف یای

کسی نے کچھ تو لگایا مری طرف سے ظفر
جو بات بات میں ہیں مجھ سے وہ قسم لیتے

صبا گر ہے چراغ چمن گل کرے — تو نظارہ کیا گل کا بلبل کرے
خرد ہی پہ تکیہ نہ بالکل کرے — خدا پر ہی انسان توکل کرے
وہ ہو وے برا اور نہ دیکھے اوسے — یہ دل سیر اکیونکر تامل کرے
کہے شام کی یہ سیاہی اوٹھی — ظفر جو ترے سوے کاکل کرے
وہ جب وصل سے دور بھاگے تو پھر — کوئی کیونکہ اوس سے توسل کرے
تری زلف کے سامنے تاب کیا — کہ بل باغ میں شاخ سنبل کرے
غم عشق تو خاصہ کھانے کو ہے — کھو دل سے خاصہ تناول کرے
کروں کم نگاہی کا کہیں گلا — تو پھر اور بھی وہ تغافل کرے

کرے تو ظفر پہ جو لاکھوں ستم
کہاں تک وہ صبر و تحمل کرے

ہزار کوس اگر کوئی ایک دم دوڑے — مجال کیا رہ الفت میں جو قدم دوڑے
ہوا وصل میں اوس گل کے ہما گویا کیا — ہمیشہ ہم روش باد صبحدم دوڑے
ارادہ کیا ہے خدا جانے پھر اک جا کا — تمھارے گھوڑے جو کاغذ کے اے صنم دوڑے
گیا نہ خاک ہوئی پر بھی جوش وحشت کا — ہمیشہ اوٹھ کے بگولے کی طرح ہم دوڑے
مجھے بتاؤ مرا کیا گناہ کیا تقصیر — جو یہ کھینچ کے تم خنجر ستم دوڑے

ہم کو کیا کام ہے ہم کون تمسک والے
کچھ کہین یا نہ کہین آپ کی صحبت والے

پھرتے کب عہد وفا سے ہین محبت والے
سر پھرا یا کرین یک یک کے نصیحت والے

چھوٹتے دختر رز کو ہین کوئی مستوالے
عذر اس فاحشہ سے کرتے ہین حرمت والے

اک نگہ پر دل و جان دونون تجھے دیتے ہین
تیرے عاشق ہین یہ دل والی محبت والے

قیمت جنس دل اپنی کہون کیا ہین سستی
پوچھو کیا دیتے ہین بازار محبت والے

نہین آنسو ہوئی رحمت کو فرشتے نازل
پاک بالکل ہین گناہون سے ندامت والے

شمع رو پردہ اوٹھا منہ سے تو بزم مین دیکھ
مثل پروانہ جلے جاتے ہین حیرت والے

عاشقون کو نہین کچھ کافر و دیندار سے کام
اوس سے ملتے ہین جو ہین عشق کی ملت والے

تیشہ شمشیر ستم رکھ ہی دیا سر اپنا
ہم بھی ہین عاشقون مین کیا تری جرات والے

ہم نے اوس بت مین جو دیکھا ہے نہین کہ سکتی
کہ مبادا کہین سن پائین شریعت والے

وسعت ملک سلیمان کو سمجھی کیا ہین
سامنے کنج قناعت کی قناعت والے

اس ستم پر تو ظفر دیتے ہو تم دم اونپر
کیا ستم ہو جو وہ ہوون مہر و مروت والے

دیر کیون کر رہی تھے وہ تو شتابی والی
اب تلک ہین اوسی محفل مین خرابی والے

ہین جو محفل مین تری جام و گلابی والے
انکو تو منہ نہ لگائین یہ خرابی والے

نہین معلوم پڑھا جاتے ہین کیا کیا اکثر
میری دشمن تجھے اور وہی کتابی والے

گو زر و سیم کے رکھتے ہین طبق شمس و قمر
پر ہین دونون ترے صدقہ کی رکابی والے

اوڑادی خاک عاشق کی وہ جسدم	عنان توسن چالاک پکڑے
لکھے تھے وہ جو خط غیرون کو توڑ	گئے آج اے بت بیباک پکڑے
عجب کیا بحر الفت مین مرا نام	جو سنکر کان ہر پیراک پکڑے
ٹھہرنے دے ہے تو کسکو جو کوئی	زمین اے گردش افلاک پکڑے
تری درد جدائی سے پھری ہے	کلیجا عاشق غمناک پکڑے

ظفر کے منہ سے کب نکلی ہے وہ بات
کہ جسکو صاحب ادراک پکڑے

لڑکپن کا وہ تیرے سن یاد ہے	ترے روٹھ جانے کا دن یاد ہے
نہین بھولتا کوئی معبود کو	اوسے کرتا ہر انس و جن یاد ہے
جو ٹھہرا ہے روزا اوسکے اتنیکا یان	دلا روز گن یا نہ گن یاد ہے
نہین بھولتا دل سے عاشق ترا	تری ایک پل ایک چھن یاد ہے
نہ کر امتحان ہم نے جو کہدیا	ہمین تو وہ اے ممتحن یاد ہے
گئے بھول سب عیش دنیا کی ہم	نہین کوئی بھی یار بن یاد ہے

ظفر کو تری زلف و رخ کے سوا
نہین اور کچھ رات دن یاد ہے

مسلمان چاہین گر سیار کہ چھوڑے	نہ چھوڑون بت خدا مارے کہ چھوڑے
ترے صید محبت ہو چکے ہم	اگر مارے تو ذبح اے پیارے کہ چھوڑے

[illegible]

چاہیے پرچہ خبر کا دل کی کیا اونکے لیے
جبکہ چمکیں تو خورشید درخشان پہ بھی فوق
کرتے ہیں فکر عمارت میں بسر جو اپنی عمر

پارۂ دل تھا صدا شک روان لیجائینگے
اے فلک شعلۂ آہ و فغان لیجائینگے
کیا اوٹھا کر اپنے سر پہ وہ مکان لیجائینگے

اے ظفر بہتر ہے خاموشی خدا جانے اگر تو
کیا کہیگا اور وہ دل میں کیا گمان لیجائینگے

ردیف یای تحتانی جلد سوم

کہے گا ساقیا کیا مجھسے دیوانے کے پیمانے
الٰہی محتسب کے ہاتھ ٹوٹیں اسکی ہاتھوں شیشے
نہ سمجھو آبلے انکو کہ ہے تقدیر جو اوٹھی
جدائی میں تری ہیں دیدۂ تر میرے ایساقی
اوڑا او مرغ دل کو اور بریدونکی لیے رکھو
تری آنکھونکے بیماروں نے شربت کی عوض ظالم
دل پر آبلہ وہ خوشہ ہے انگور ہے میرا
نہیں آنیکے جبتک آپ خاک سن بادہ پیمائی

کہو پی جاونگا میں تجھ ہیں پیمانے کے پیمانے
ہزاروں ہی گیے ٹوٹ آج میخانے کے پیمانے
تو ہیں لاونگا ہیں بڑے دل کے کاشانے کے پیمانے
شراب خون دل بھر بھر کے پی جانے کے پیمانے
سدا پانی کے پیمانے سدا دانے کے پیمانے
پیے زہراب سے بھر کر دوا خانے کے پیمانے
کہ بھرتے آپ ہیں جسکے ہر دانے کے پیمانے
کبھی ساقی نہیں میخوار میخانے کے پیمانے

مئی عیش و طرب کا ایک قطرہ بھی نہیں ساقی
ظفر نہ آسمان میں تو نہیں دکھلانے کے پیمانے

آج بوسہ پر لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی
میری اونکی ہاتھا پائی ہوتے ہوتے رہ گئی

[illegible]

گئے یا رب وہ لوگ اگلے کہاں پائے نہیں جاتے
جو ڈھونڈھیں تو کہیں اونکے نشان پائے نہیں جاتے

عجب صنعت دکھائی اپنی نقاش قدرت نے
کہ نقشے ایک سے سبکے یہان پائے نہین جاتے

غرور حسن سے یہ مہوشون کو بدماغی ہے
دماغ اب انکے زیر آسمان پائے نہین جاتے

کسیکو ہم نہین اسواسطے دیتے ہین دل اپنا
کہ جو آگے تھے اب وہ دلستان پائے نہین جاتے

مری جانب سے ہین جیسے گمان ان گلبدنونکو
زمانے مین کہین ایسے گمان پائے نہین جاتے

عدم کی راہ مین کیونکر کسیکا کھوج ہاتھ آئے
کہ وان تو نقش پائے رفتگان پائے نہین جاتے

سبب کیا کے کمر ہے نے دہان ان خوبرویون کی
ظفر یہ ہمسے اسرار نہان پائے نہین جاتے

بزم مین اگر تمھین چپکے رہنا چاہیے
کچھ نہ کچھ آئی گئی پر منہ سے کہنا چاہیے

اوس ستمگر کو دل اپنا اب تو ہمنے دیدیا
جو کرے ہمپر ستم وہ ہمکو سہنا چاہیے

ہاتھ سے ساقی کے لینا جام ہی مشکل نہین
اپنی قسمت چاہیے اور اپنا لہنا چاہیے

ہے پیرو پاؤن مین زنجیر ہو گردن مین طوق
تیرے دیوانے کو زیبا افزایہ گہنا چاہیے

چاہتے ہین پاؤن کے تلوے خلش کو خار کے
دشت مین مجنون کو پھر پا برہنا چاہیے

چاہ کر تم پھر گئے یا ہم کہو انصاف سے
چاہ مین صاحب کسے دینا او لینا چاہیے

حسن او وسعش کا چمکے غضب جبر سے رو رو
چاند کو پھر کیونکہ غیرت سے گہنا چاہیے

اے ظفر دل بیٹھنا اچھا نہین اس وقت مین
کنج عزلت مین الگ ہی اسسے رہنا چاہیے

اے ظفر جس طرح تو سر بار جاتا ہے نڈر
اس طرح کوچہ مین اوس قاتل کے جاتا کون ہے

وہ اور ہین جو عشق کا دم بھر کے رہ گئے
ہمنے تو جس دم آہ بھری مر کے رہ گئے

تھا قصد یہ کہینگے کچھ اونسے ہم اپنا حال
دیکھا جو اونکو چین بجبین ڈر کے رہ گئے

یہ حال ضعف سے ہے کہ مانند نقش پا
جس جا یہ ہمنے پاؤن دھرا دھر کے رہ گئے

دیکھا جو اوسکا جلوہ تو حیرت سے رات کو
دیدے کھلے ہوئے مہ و اختر کے رہ گئے

یکشب بغل مین نہ تو دل کی ہوس ہی بر [illegible]
ارمان تیرے عاشق مضطر کے رہ گئے

آئے وہ جب کہ کچھ نسکے کچھ بھی اونسے ہم
حسرت سے اک نگاہ فقط کر کے رہ گئے

کتنے ہی طائر دل و جان پھنسکے ای ظفر
پھندے مین اوسکی زلف معنبر کے رہ گئے

جو تیری یاد جلوۂ قامت مین سو گئے
گویا وہ عرصہ گاہ قیامت مین سو گئے

اون غافلون نے دیکھا تماشا جہان کا
جو مست ہو کے نشۂ غفلت مین سو گئے

جو تیرے انتظار مین جاگے تمام عمر
حیران ہون کس طرح سے وہ تربت مین سو گئے

ہمخواب ہو نا خواب مین بھی دیکھے نہین
بخت اپنے ایسے تیری محبت مین سو گئے

جس روز دیکھی ہے تیری چشم سیاہ مست
شب زندہ دار عین عبادت مین سو گئے

ہم سوتے زیر خاک نہ آرام سے مگر
جاگے بہت تھے رنج و مصیبت مین سو گئے

جتنے جگائے فتنۂ خوابیدہ حرص نے
سب آ کے میری کنج قناعت مین سو گئے

ترے بیمار غم کا حال یہ ہے ناتوانی سے
نہین کر سکتا بستر پر کبھی سر اونچا ہی

اوٹھایا چاہتے ہین ہم حیا کا آنکھ سے پردہ
جو باندھی ہی نہی چلمن کھولکر نیچی سے اونچی ہی

عدو منہ تو چڑھی ہین لیکن اکثر بات ہو جاتی
اودھر اونچی نہ نیچی ہی ادھر نیچی سے اونچی ہی

جھکایا سر نہین ہے جسنے تیری زیر تیغ اپنا
کبا وسکی گردن آپ ہی اد کر نیچی سے اونچی ہی

نہین ہی اس چمن مین گر بلندی ساتھ پستی کے
کہ ہوتی بڑھکی کیون شاخ شجر نیچی سی اونچی ہی

ہو منظور پردہ ہمسے جو دیوار پردہ کی
بنائی اندر تون آ ظفر نیچے سے اونچی ہی

بال زلفون کے جو وہ منہ پر بکھیرے آئینگے
روز روشن مین بھی گویا منہ اندھیرے آئینگے

چھوڑ جائینگے نہین تنہا تجھے سایہ کی طرح
تو جدھر جائیگا ہم بھی ساتھ تیرے آئینگے

کوے قاتل کو چلے ہین پر بجا لائینگے شکر
ہم سلامت سے اگر جسدم نہ پھیرے آئینگے

شام بھی ہو نیکو آئی کیا سبب اب تک نہ آئے
وہ تو ہمسے کہ گئے تھے ہم سویرے آئینگے

شہرہ آفاق ہون گے لیلی و مجنون ہزار
ذہن مین تیرے نہ آئینگے نہ میرے آئینگے

لیگئے تاب و توان صبر و خرد سب لوٹ کر
کیا خبر تھی ہمکو وہ ایسے لٹیرے آئینگے

اے ظفر جب آئینگے ہم پھر کے کوئے یار سے
رنج و غم چارون طرف سے ہمکو گھیرے آئینگے

وہ تو واپس قاصد نہ آئینگے کہین سے جائینگے
گھر مین بیٹھے گھوڑے کاغذ کے یونہین دوڑائینگے

کھینچ لینگے جو کہ دنیا کی طمع سے اپنا ہاتھ
پانو اپنے یان وہی آرام سے پھیلائینگے

خدا جانے ظفر ملک عدم کی رہنے والوں کی
فراخی سے گذرتی ہے کہ تنگی سے گذرتی ہے

جمال گلرخان دیکھو گلستان الٰہی ہے
جدا ہے رنگ ہر گل کا عجب شان الٰہی ہے

کیا شکوہ تنہا اوس صنم سے عجب پوچھا
کہا الحمد للہ شکر احسان الٰہی ہے

ہم اوس بندے کی قایل ہین کہ جو فرمانروائی پر
بجالاتا ہمیشہ دل سے احسان الٰہی ہے

دہان تنگ وسکا ہے وہ گویا درج گوہر
کہ پنہان جس مین ہر راز پنہان الٰہی ہے

خوشی سے روز روز عید قربان جانتا ہے وہ
محبت مین جو کرتا جان قربان الٰہی ہے

فقیر گرسنہ کو قرب حق ہے سیر کر دیتا
کہ جس شب فاقہ ہے اوس شب وہ مہمان الٰہی ہے

کہان ایسا ہمارا منہ کہ ہو جاوے ادا ہم سے
ظفر حمد الٰہی وہ جو شایان الٰہی ہے

نہ پوچھو کیا بتان خود نما کا کارخانہ ہے
نہ بت ہے اور نہ بتخانہ خدا کا کارخانہ ہے

جلا ہوتی ہے خاکستر سے یان آئینہ کو دیکھو
تماشا ہے کدورت مین صفا کا کارخانہ ہے

فریب ہم مین کہین دنیا کے تو اے دل نہ آ جانا
ذرا ہشیار رہنا یان دغا کا کارخانہ ہے

نہین رہتی ہمیشہ ایک سی رنگت زمانے کی
کچھ اسکے رنگ مین رنگ حنا کا کارخانہ ہے

امید لطف کیا رکھتا ہے تو اون سے کہ ان لیلی
ستم کا کارخانہ ہے جفا کا کارخانہ ہے

بچائے غمزۂ قاتل سے کوئی کیونکہ جان اپنی
نہین ٹلتا کسی سے یہ قضا کا کارخانہ ہے

صفائی دیکھ جو ان آئینہ سیمائے وہ دیدہ کی
جہان سے اوٹھ گیا بالکل حیا کا کارخانہ ہے

کشتہ ہون اوسکی چشم کا مین میری گور پر
ہووے چراغ جام سے چشم غزال کے

کوئی بھی ہمدم اپنا بجز نالۂ و فغان
آیا نہ کام وقت یہ رنج و ملال کے

کھینچا ہے مجھکو شہر سے آخر کو سوی دشت
جوش جنون نے ہاتھ گریبان مین ڈال کے

اے غنچہ اوسکے سامنے اتنا چٹک کے تو
کیا بولتا ہے بول ذرا منہ سنبھال کے

جو دل نہے وہ ہیچ ہے سوا اسکے ای ظفر
قایل نہ استخارہ کے ہم ہین نہ فال کے

خوش آتی کب ہمین پھولونکی باغ مین بو ہے
سمائی اور ہی اپنے دماغ مین بو ہے

بہائی چشم سے مجنون نے اشک خون شاید
صبا لہو کی جو دامان راغ مین بو ہے

اثر ہو گر دل روشن مین صحبت بد کا
تو کڑوی تیل کی جانو چراغ مین بو ہے

ٹپک پڑا گل رخسار سے عرق کسکے
گلاب کی سی جو ساقی ایاغ مین بو ہے

ہوا نہین ہے جو کم رنگ گل گلستان سے
تو پھرتی کسکے صبا یہ سراغ مین بو ہے

بسا ہے دل مین مگر کوئی شوخ گلرخسا
برنگ گل جو مری دل کے داغ مین بو ہے

وہ خاکسار ہو نہین بھی کہ عطر گل کی ظفر
مہک رہی مرے کنج فراغ مین بو ہی

صحبت منافقانہ ہے ہر جا نفاق سے
کچھ اتفاق ہے تو کہین اتفاق سے

دیکھا نہ تجھکو ہم یونہین محروم ہی چلے
آئی تھی تیری دید کو کس اشتیاق سے

بچتا ہے کب ڈسا ہوا اوس زلف کا
تریاق بھی اگر کوئی لائی عراق سے

ردیف یای جلد چہارم

تری مریض کی ہین زندگی سی سب مایوس
نشان نظر نہین آتا کہین محبت کا
نگین دل پہ کیا کندہ نام تیرا دیکھ
برائی آئی بھی دل مین جو کچھ تغافل سے

جو گور اوسکی ہی پہلے وفات سے کھودی
یہ شمع خدا نے ہے کیا کانات سے کھودی
یہ ہو رہی ہے کہ اک نادرات سے کھودی
تو اوسنے اک نگہ التفات سے کھودی

وفا کا منہ سے نہ لینا تھا نام وان ہمسے
سب اپنی بات ظفر ایک بات سے کھودی

اعجاز نما جلوۂ موسائی فلک ہے
انجم سے جو ہے انجمن آراستہ گویا
کیا تاب تجھے دیکھ سکے ایک نظر بھی
قطرے وہ جبین پہ نہین ہین جو عرق کے
دوری مین تری ... ہمیشہ

خورشید نہین ہے ید بیضای فلک ہے
کیا جانے وہ کون انجمن آرای فلک ہے
ہر چند کہ مہ دیدہ بینای فلک ہے
جیسے کہ تجمل عقد ثریای فلک ہے
جولان گہ نالہ م پہنای فلک ہے

کہتا ہے ظفر خلق جسے ماہ وہ پرنور
سجدے سے در یار کے سیمای فلک ہے

دیگر

زلفون پہ تری آئینہ مین یہ گمان ہے
تیرے مریض عشق کا اے شوخ سبزہ رنگ
نکلے ہے جبکہ دل سے مرے آہ شعلہ بار

دریا پہ ہندو نکلا ہے میلہ نہان ہے
یہ حال ضعف سے ہے کہ بس جان بلب ہے
بجلی بھی کہتی الحذر والامان ہے

[illegible]

ٹلتی نہیں اب بھی خفگی یار کی ہے ہے
ہاں چاہیے تھا یہ کہ صفائی ہوئی ٹلتی

سو طرح سے ٹل سکتی ہے کچھ اور مصیبت
یہ عشق کی آفت نہیں لائی ہوئی ٹلتی

جو رکھتے ہیں تاثیر ظفر دل میں کچھ اپنے
بات ان کی نہیں دل کی سمائی ہوئی ٹلتی

اس جہان میں آ کے ہم کیا کر چلے
بار عصیاں سر پہ اپنے دھر چلے

تو نہ آیا اے مسیحا دم میاں
ہم اسی حسرت میں آخر مر چلے

اوس گلی میں ہم تو کیا خورشید بھی
ڈر کے مارے کانپتا تھر تھر چلے

اس قدر ہیک صبا میں دم کہاں
ساتھ اوس آوارہ کے دم بھر چلے

لے چلے کیا اس چمن سے غنچہ سان
ہم تو کیسہ اپنا خالی کر چلے

ذکر ابرو کا چلے تیرے جہان
کیا عجب تلواران اکثر چلے

اور تو چھوڑا نہیں کا سب نہیں
ایک تیرا داغ ہم لیکر چلے

دم نہ مارا تو نے تیرے عشق مین
سر یہ آرے بھی ہمارے گر چلے

دل ہی قابو مین نہین جب اے ظفر
تم وہان کس کے بھروسے پر چلے

پلا مجھے مئ گلرنگ ساقیا اچھی
کہ دن بہار کے اچھے ہین اور ہوا اچھی

ترا مریض محبت ہو کس طرح اچھا
نہ ہے طبیب ہی اچھا نہ ہے دوا اچھی

عزیز و کھاؤن جو مین غم تو مجھکو کھائے وہ
مرے لیے ہے یہی عشق مین غذا اچھی

[illegible]

[illegible]

اے ستمگر روبرو تیری نگاہ تیز کے	آبروے خنجر و شمشیر سب جاتی رہی
کیا تعجب ہے میں روکاوٹ کی قلم ہی رک گیا	ہاتھ سے بھی طاقت تحریر سب جاتی رہی
اوس خم روشن کے آگے اوڑ گیا نور شہاب	بلکہ تاب ماہ پر تنویر سب جاتی رہی
دیکھتے ہی اوسکی صورت اوڑ گئے ناصح کے ہوش	وہ نصیحت اور وہ تقریر سب جاتی رہی

خاکساری نے ظفر دل کر دیا ایسا غنی +
دل سے اپنے خواہش اکسیر سب جاتی رہی

دنیا ہزار رنج و مصیبت کی جا ہے	یہ غمکدہ نہ عیش و نہ عشرت کی جا ہے
شاکی ترے جفا و ستم سے نہیں ہیں ہم	ہر دم زبان پہ شکر و شکایت کی جا ہے
تیرے تصور لب شیرین میں خون دل	اس تیرے تلخ کام کو شربت کی جا ہے
کرتی ہے چشم مست بتان دل کو کیون خراب	یہ خانہ خدا ہے عبادت کی جا ہے
پھیلا میں پانون کنج قناعت میں بافراغ	کیونکر نہ ہم کہ خوب فراغت کی جا ہے
خورشید و ماہ تیرے مقابل نہو سکیں	اور آئینہ ہو سامنے حیرت کی جا ہے

جو خاکسار عشق ہیں اونکے لیے ظفر
خاک اوس گلی کی بستر راحت کی جا ہے

کام جو کوشش سے ہو تدبیر اسکا نام ہے	اور بے کوشش جو ہو تقدیر اسکا نام ہے
دیکھکر ابرو کو تیرے کہتے ہیں شمشیر کو	واہ کیا شمشیر ہے شمشیر اسکا نام ہے
ہمنشیں ہر نام سے ہے شیفتہ کے اونکو ننگ	تو نے کیون خط میں کیا تحریر اسکا نام ہے

رہی ہے انتظار آنیکا کس میکشی کے ایساقی	ہمیشہ بزم مین چشم جام بر پل کشادہ ہے
دل سودا زدہ ہووے نہ پابند بلا کیونکر	ادھر زلفین کشادہ ہین ادھر کاکل کشادہ ہے
ہزاروں دن آتے ہین ہزاروں دن جاتے ہین	تماشا ہے رہ بحر جہان بے پل کشادہ ہے
غنیمت جان اے اینیائے مئے تو بزم عشرت مین	کوئی دم گریہان خندۂ قلقل کشادہ ہے

ظفر چشم کشاد کار رکھ مشکلکشا سے تو
کہ کرتا دم مین وہ مشکل کے عقدہ کل کشادہ ہے

نازو ادا مین کیا بت گمراہ ایک ہے	وہ تو ہر ایک بات مین واللہ ایک ہے
رخسار تیرے دونون ہین تابندہ اسقدر	گر آفتاب ایک ہے تو ماہ ایک ہے
گذرے ہی صاف سینۂ آسمان کے پار	تیر بلاے عشق مری آہ ایک ہے
پروانہ جلکے خاک ہوا نالان ہو عندلیب	دونو نکی کسطرح سے کہون چاہ ایک ہے
کیونکر کرے نہ میری دم سرد ہمدمی	تجھ بن رہا ہی تو ہوا خواہ ایک ہے
کہتے ہین راہ دل سے ہے دل کو اور سینہ بھی	حالت سے ایک کی نہین آگاہ ایک ہے

فرہاد و قیس سے ترے شاگرد ہین ظفر
اوستاد فن عشق مین تو واہ ایک ہے

نکر خیال کہ آئی گھٹا بہت سی ہے	ابھی تو شیشہ مین مے ساقیا بہت سی ہے
الٰہی خیر ہو شامت نہ دل کی آجائے	کہ برہم آج وہ زلف دوتا بہت سی ہے
کہو نہین کیا کہ گذرتی ہے دل پہ کیا تجھ بن	یہ داستان غم ایدل رہا بہت سی ہے

[illegible]

ناز و غمزہ چور ہے اوس کا ادا کا چور ہے
دل چورا لینے کو یہ اک اک بلا کا چور ہے
دیکھکر جسکو یہ بیٹھا مخمل ہوجائے نگار
وہ ترے دست حنائی مین حنا کا چور ہے
سینہ صافون مین کب ہی کوئی دل مین جا [illegible]
وہ ہمیشہ محفل اہل صفا کا چور ہے

[illegible]

ترا بیمار زنخدان کا ابتک دل اندوہگین یون ہے
کہ جسکے زلزلے سے کانپتی ساری زمین یون ہے

اچھلتا جیسے تھالی مین ہے تو مین بھی ساتھ ہی چاہ ذقن
ارادہ کر رہی اب تو مری جان حزین یون ہے

ہمیشہ آگ پر لوٹی ہے جسکو دیکھکر بجلی
چمکتی آسمان پر میری آہ آتشین یون ہے

مثال موج و دریا ہو نہین سکتی جدا دونون
قرین یون اسکی مین ہون اور وہ میرے قرین یون ہے

مٹا دون لیکے بوسہ خال اوسکے رخ سے کاجل کا
کہ تا جانے بت کافر کہ کوئی نکتہ چین یون ہے

جلے ہے شمع پر پروانہ نالان گل پہ ہے بلبل
کہ ہوتا راز عشق افشا کہین یون اور کہین یون ہے

الہی کب کیا مین نے سوال بوسہ ابرو
جو مجھپر کھینچتی تلوار وہ چین جبین یون ہے

وہ اولجھی شانہ سے اور شانہ اوسنے کیا میری
ہوئی کیون مجھسے برہم تیری زلف عنبرین یون ہے

فدائی چاہ یار و خال یار پنجتن ہون مین
ظفر میرا تو مذہب یہ ہی اور ایمان دین یون ہے

ہو جاتی آہ سے مژہ تر بھی خشک ہے
کر دیتی یہ ہوا تو سمندر بھی خشک ہے

چھوڑی کہان ہے میکدہ مین محتسب نے می
شیشہ بھی آج خشک ہے ساغر بھی خشک ہے

خون خشک ہو گیا تن مجنون مین اسقدر
رگ سے نکلتا ڈوب کے نشتر بھی خشک ہے

دنیا کے آشنا کو ہو آلودگی نکیون
دریا مین کوئی رہتا شناور بھی خشک ہے

ہے قہر تشنگان شہادت کی تشنگی
ہو جاتا دیکھکر دم خنجر بھی خشک ہے

ہے نان خشک تر جو ملے آبرو کیساتھ
بے آبرو اگر ہو تو وہ تر بھی خشک ہے

طغیان اشک خون سے نہین رہتی اے ظفر
آنکھون پہ آستین مری دم بھر بھی خشک ہے

[illegible]

کی تو ہے تدبیر کچھ یارون نے وصل یار کی
اے ظفر میرا مقدر بھی اگر یاری کرے

واہ کیا طرزِ ستم تجھکو ستمگر یاد ہے
اک جہان تیرے ستم سے کر رہا فریاد ہے

کھیلتا ہے تو جو اوس مار سیاہ زلف سے
کیا تجھے ابدل کوئی کالے کا منتر یاد ہے

جب سنی تجھسے شکایت بیقراری کی سنی
بات تجھکو ایک بھی ایجان مضطر یاد ہے

مین ہون رندِ خرابات ہم اوس چشم میگونکا حریف
ہی نہ مجھکو یاد ہے ساقی نہ ساغر یاد ہے

دیکھکر سنبل کو مین کھاؤن نہ کیونکر پیچ و تاب
مجھکو آجاتی تری زلف معنبر یاد ہے

ذبح کرنے کا مرے ڈھب خنجر بیداد سے
اوس بت کافر کو کیا اللہ اکبر یاد ہے

اے ظفر پڑھتا ہے خط میرا وہ اس عنوان سے
غیر کو سنوا دیا مضمون سنکر یاد ہے

کیا جانے کسکے پاس وہ کل رات کو گئے
چپکے جو اپنے گھر سے نکل رات کو گئے

غیرون سے ہی دیکھیان جو تری کر کے شیشیان
ہم شمع وار بزم مین جل رات کو گئے

جاسوس بھی راہ مین تجھے سمجھ گئے ہین
قسمت سے اپنی پاؤن پھسل رات کو گئے

پوچھو نہ حال ہمسے مریضون کا ضعف سے
دن کو گرے اگرچہ سنبھل رات کو گئے

پیش نظر ہے وہ تصور سے صبح تک
کب سامنے سے چشم کے ٹل رات کو گئے

شاید سہاگ اونکا کسی سے بنا ہوا
وہ عطر جو سہاگ کا مل رات کو گئے

ونکو نکل ہی جائینگے یہ گھر سے چشم کے
طفل سرشک گو کہ بہل رات کو گئے

نکلتا کام کیا اور تو کسکے کام کیا آئے
مگر کچھ کام اے آہ جگر لیتے تو ہم لیتے

کیا غیروں نے کیوں بدنام کہکے بیوفا تجھکو
یہ تیرا کام تھا بیداد گر لیتے تو ہم لیتے

کسے دیتا وہ ساقی ساغر مَے ہاتھ سے اپنے
مگر قسمت سے اپنی اے ظفر لیتے تو ہم لیتے

کیا بولوں آگے اوس صنم نکتہ چین کے
لیجائے ہے وہ بات مری منہ سے چھین کے

کاجل کا خال اوس رخِ روشن پہ دیکھکر
ہے دل میں داغ رشک سے ماہ مبین کے

غیرت ہی میرے دل کی غمِ عشق سے ترے
ہوتا شرف مکان کو ہے باعث مکین کے

کردے گا اضطراب یہی ہے تو بعد مرگ
آرام ہو چکا ہمیں نیچے زمین کے

کھینچتا ہے نقشہ کس سے تری چین زلف کا
چین مانتے ہیں دیکھکے نقاش چین کے

دشمن ہے آبرو کا مری گریہ عشق میں
یہ آنسوؤں کے تار ہیں تار آستین کے

عاشق ہوئے جو اوسپہ گئے دو جہان سے
دنیا کے اے ظفر ہے وہ نہ دین کے

آج کیا جانیں کہ میخانہ یہ کیا تیغ پڑے
ہیں کہیں ٹوٹی ٹوٹے شیشے کہیں ساغر پڑے

کیا غضب چمکی ہے اوس قاتل کی شمشیرِ نگاہ
دیکھیے بجلی یہ کسپر اے دلِ مضطر پڑے

کرکے پرسوں کل کا وعدہ آج تک آئے نہ وہ
ہمنشین انصاف کر تو تجکو کل کیونکر پڑے

سبزۂ خط نے ترے جنکو کیا بیہوش وہ
شورِ محشر سے نہ چونکے بنگ پیکر پڑے

اوسکی چین ابرو پر خم مسطر دیکھکر
کہتے ہیں کیا اس صفا ہانی میں ہیں جوہر پڑے

دیکھے اوس چشم کو جو ترک فلک
ابھی تیر کی تمام ہوتی ہے

کسدن اوس غمزہ سے نہیں شایع
خبر قتل عام ہوتی ہے

تھی جو خدمت جنون کی مجنون کو
سو وہ اب میرے نام ہوتی ہے

پانی پانی لبون سے اوسکے ظفر
کیا مئے لالہ فام ہوتی ہے

تجھسے اے فلک نالۂ و فغان یہ ہے
بلند بام محبت کا نردبان یہ ہے

ہزار ہمنے چھپائی چھپی نہ اوسکی چاہ
جہان مین سنتی ہین چرچا جہان تہان یہ ہے

ہمارے دل سے کہان جائیگا غم دلدار
کہ اوسکے واسطے رہنے کا تو مکان یہ ہے

ہلا دے ابروئے پر خم کو تو ذرا قاتل
ہمارے قتل کو شمشیر اصفہان یہ ہے

الٰہی ... اوسکے تیر کا روزن
اندھیرے گھر کا مرے دل کے تابدان یہ ہے

نکلتے ہر بن مو سے ہین سیکڑون شعلے
جگر مین عشق کے اف سوزش نہان یہ ہے

جو پہونچے دود جگر زیر آسمان اپنا
تو شبہہ سبکو ہو وہ ہے کہ آسمان یہ ہے

کرین وہ ہمپہ جفا ہم کرین وفا اونسے
ہماری اونکی محبت کا امتحان یہ ہے

عجب نہین جو کہین الامان فلک یہانتک
ظفر غضب تری آہِ شرر فشان یہ ہے

گر نہ لکھون حال دل مین ہاتھ اپنا تھام کے
جو پڑھے خط کو وہ رہجائے کلیجا تھام کے

اوٹھتے اوٹھتے گر پڑا تیرا مریض ناتوان
گرچہ بشواری عصا اہ اوٹھا تھام کے

رہا ہے کوئی دنیا میں نہ رہویگا یہان کوئی
کہ فرمان قضا نے قید خاص و عام آتا ہے

وہ بحر بیکران دریائے الفت ہے نظر جسکا
نہ کچھ آغاز آتا ہے نہ کچھ انجام آتا ہے

ہمارا طائر دل زلف کے پھندے میں کیا آوے
ظفر یہ مرغ زیرک کب بزیر دام آتا ہے

ہم نئے ہین آج ای صیاد کیا پکڑے گئے
بارہا چھوٹے قفس سے بارہا پکڑے گئے

تیرے کوچہ مین گیے خط جبینا پکڑے گئے
کچھ مرے یارو نہیں دل والے دل پا پکڑے گئے

نکلے مثل نالۂ زنجیر جب زنجیر سے
پھر نہ ہم سودائی زلف دوتا پکڑے گئے

زلف کو چھیڑا صبا نے ہماری کیا خطا
ہم گرفتار بلا ہین بے خطا پکڑے گئے

تیرے چھوکے لیگئے آخر زر گل سب اوڑا
یہ نہ بادی چورلے باد صبا پکڑے گئے

جیتے جی چھوٹے نہ زندان محبت سے کبھی
ایسی ساعت سے تمہارے مبتلا پکڑے گئے

کیون ہنسی تھی اے صبا سنکر فغان عندلیب
کان گلشن مین گلون کے جو سدا پکڑے گئے

کیون وفا کی تمسے جو ایسی بلاؤن مین پھنسے
ہم کیے کو اپنے ہین آ موفا پکڑے گئے

ہمسے چوری کوئے زلف یار مین جاتی تھے یہ
حضرت دل اے ظفر اچھا ہوا پکڑے گئے

ہم جو ہین یاد تیرا جلوۂ قامت کرتے
سر پہ ہین اپنے بپا آپ قیامت کرتے

جو ہین بیمہر ہم اونسے ہین محبت کرتے
جنکو الفت نہین ہم اونسے ہین الفت کرتے

خاک مین اونکو ملانا تھا ہمارا منظور
دور کس طرح سے وہ دل کی کدورت کرتے

شب کو ہمارے پاس سے تم جو اٹھ کے گئے
ہم بھی تمہارے جاتے ہی سوئے عدم چلے گئے

مر کے بھی تیرا مبتلا چھوٹے نہ اس عذاب سے
ساتھ ہی لیکے گور میں رنج و الم چلے گئے

بزم میں تیری مہ لقا آئے بھی گر تو کیا ہوا
شمع کی طرح چشم نم صبح کو ہم چلے گئے

آئے بھی وہ جو بیٹھے گھر ٹھہرے نہ ایک لحظہ بھر
نکلی نہ دل کی آرزو ہائے ستم چلے گئے

گریہ برنگ گل ہنسے باغ جہان میں آکے ہم
شبنم و گل کی طرح پھر روتے ہی ہم چلے گئے

کچھ بھی نہ ساتھ لیگئے قیصر و جم جہان سے
چھوڑ کے یہاں انکا سب جاہ و حشم چلے گئے

تھے جو رفیق و آشنا ڈھونڈھیں ظفر اونھیں کہاں
دے کے ہمیں ہزارہا حسرت و غم چلے گئے

چشم و گلو کو تم جنھیں جانانا جانتے
ہم ہیں اونھیں صراحی و پیمانا جانتے

مجنون تو اپنے کام مین تھا خوب ہوشیار
دیوانے ہین جو ہین اوسے دیوانا جانتے

رہتا پریوشون کا جو ہمین خیال ہے
دل ہی کو اپنے ہم ہین پری خانا جانتے

اپنے دل خراب مین جو عشق ہے مقیم
تو ہم مقام گنج ہین ویرانا جانتے

شوق نظارہ جیسے ہے اے شمع رو ترا
ہم طائر نظر کو ہین پروانا جانتے

ہم اپنے مرغ دل کی اسیری کیواسطے
خط کو جو دام زلف کو ہین دانا جانتے

قیمت مین ہم جو بوسہ کی دیتے ہین نقد دل
وہ سادگی سے ہین اسے بیعانا جانتے

واقف نہین جو راز محبت سے وہ تو ہم
واعظ کے ہین کلام کو افسانا جانتے

کیون دخت رز کو دل مین جگہ دین نہ زاہدا
ہین اسکو زیب جلسۂ رندانا جانتے

خاتمۃ الطبع

[illegible]

کلمے سے رہوے منور یہ تمھارے ہمیشہ نور		کلمے سے ہووے دل کی سیاہی تمھاری دور
	دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	
کلمے کو تم صداقتِ اسلام جان لو کلمے کو تم خدا کا اک انعام جان لو		کلمے کو اپنے دین کی صمصام جان لو کلمے کو دل کی راحت و آرام جان لو
	دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	
ایمان کو تمھارے ہو کلمے سے تقویت کلمے سے ہو وہی جلوہ نما حسنِ عاقبت		کلمے سے ہو قوی تمھیں امید مغفرت کلمے سے آئے دل کی نظر نورِ معرفت
	دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	
ہو دو جہان میں کلمہ کی دولت سے دل غنی ہووے اندھیری گور میں کلمہ سے روشنی		ہو جان کو نہ کلمہ سے تکلیف جانکنی ہے صاف کلمہ اک اثر پاک ذہنی
	دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	
کلمہ تمھارے واسطے ہے دافعِ بلا کلمے کو مشکلات میں سمجھو گرہ کشا		کلمہ تمھارے حق میں ہے ہر درد کی دوا کلمہ کرے ہے آئینے کی طرح دل صفا
	دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	
کلمے کا ذکر چاہیے ہر شام و ہر سحر کلمہ یہ آبِ رحمتِ باری ہے اے ظفر		جب تک رہے زبان رہے کلمہ زبان پر دھوتا ہے کلمہ دل کی کدورت کو سر بسر
تمت	دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	بالخیر

[illegible] منشی نولکشور [illegible] میں باہتمام تمام [illegible] ماہ اکتوبر [illegible] چھپا اہل مذاق مشتاق نسخہ [illegible] حاصل کیا [illegible]